خمینیت

عقائد و نظریات کا انحراف

تألیف: شیخ سعید حویٰ

ترجمہ: ڈاکٹر عنایت اللہ وانی ندوی

ناشر

مولانا سید أبو الحسن علی ندوی انسٹی ٹیوٹ

احمد آباد (کٹولی) ملیح آباد، لکھنؤ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تفصیلات کتاب

نام کتاب: خمینیت: عقائد و نظریات کا انحراف

عربی نام: الخمینیۃ شذوذ فی العقائد وشذوذ فی المواقف

مؤلف: شیخ سعید حویٰ

مترجم: عنایت اللہ وانی ندوی

سن اشاعت: ستمبر ۲۰۱۳ء ذی قعدہ ۱۴۳۴

تعداد: 2500

ناشر:

مولانا سید أبو الحسن علی ندوی انسٹی ٹیوٹ

احمد آباد (کٹولی) ملیح آباد، لکھنؤ

فہرست مضامین

تقریظ

مولانا سید سلمان حسنی ندوی

صدر جمعیت شباب الاسلام لکھنؤ

استاذ تفسیر وحدیث دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

زیرِ نظر رسالہ ''خمینیت: عقائد و نظریات کا انحراف'' شامی عالم دین شیخ سعید حوی کے عربی رسالہ ''الخمينية شذوذ في العقائد و شذوذ في المواقف'' کا اردو ترجمہ ہے، عربی رسالہ آج سے تقریبا پچیس سال پہلے تحریر کیا گیا تھا، جبکہ عراق ایران جنگ عروج پر تھی، اگرچہ اس موضوع پر مختلف زبانوں میں، خاص طور پر عربی، اردو اور فارسی میں بہت کچھ لکھا جا چکا ہے، البتہ زیرِ نظر رسالہ اس موضوع پر نہایت مختصر اور جامع ہے، جس میں شیعیت کے بنیادی عقائد اور خمینیت کے انحرافات کو انہی کے مصادر کے حوالوں کے ساتھ بیان کیا گیا ہے، اور پھر اس کے خطرناک عواقب ونتائج سے بھی آگاہ کیا گیا ہے، موجودہ عالمی منظر نامہ میں اس کی اہمیت وافادیت دو چند ہو جاتی ہے۔

اپنے کو مسلمان اور رسول رحمت ﷺ کی امت کہلانے والے اہل تشیع کے عقائد سے جو تصویر بنتی ہے اس سے سید الانبیاء ﷺ کی کوششوں کی ایسی ناکامی اور صحبت وتربیت کی ایسی بے اثری ظاہر ہوتی ہے جو شاید دنیا کے کسی مخلص، مؤثر اور ماہر معلم ومربی کے حصہ میں نہیں آئی، ان کے نزدیک محمد ﷺ کی تئیس (۲۳) سالہ کوششوں کا ماحصل صرف تین ہستیاں (اور بعض روایات کے مطابق چار ہستیاں تھیں) جو آپ ﷺ کی وفات کے بعد بھی اسلام پر قائم رہیں، باقی سب نے (معاذ اللہ) آپ کی آنکھ بند ہوتے ہی اسلام سے رشتہ منقطع کر لیا، اور آپ کی صحبت وتربیت کو دنیا کے سامنے ناکام ثابت کیا، حقیقت یہ ہے کہ اس طرح کی تصویر سے خاتم الرسل ﷺ کی نبوت پر الزام آتا ہے اور سننے والے کو اسلام کے بارے میں شبہ ہوتا ہے، قرآن کریم کی تحریف کے عقیدہ کے نتیجہ میں گویا اسلام کی بنیاد ہی منہدم ہو جاتی ہے، اسی طرح ذخیرہ احادیث پر عدم اعتماد دین کے دوسرے مصدر کو کالعدم قرار دیتا ہے۔

جب خمینی صاحب اپنا 'اسلامی انقلاب' لے کر آئے تو امید کی جا رہی تھی کہ وہ اتحاد امت کی خاطر اخلاقی جرأت کا مظاہرہ کرتے ہوئے یہ اعلان کر دیں گے کہ یہ عقائد جو اسلام کی بنیاد پر تیشہ چلاتے ہیں، اب نہ ان کی ضرورت ہے نہ گنجائش، لیکن توقعات کے برخلاف انہوں نے پوری صفائی اور قوت کے ساتھ انہی شیعی عقائد کا اظہار کیا اور بعض سادہ لوح حضرات ان کے عقائد سے بے خبر ہو کر ان کو اسلامی انقلاب کا علم بردار، حکومت اسلامی کا مؤسس وبانی اور مثالی رہنما وقائد بلکہ ''امام منتظر'' سمجھ بیٹھے اور ان سے انتہائی عقیدت ومحبت کا اظہار کیا۔

اس لئے شیعیت اور خمینیت کے بنیادی عقائد ونظریات سے واقفیت (خاص طور پر موجودہ عالمی منظر نامہ کو دیکھتے ہوئے) نہایت ضروری ہے تاکہ سادہ لوح مسلمان عقیدہ میں انحراف سے بچ سکے، عزیزم عنایت اللہ وانی ندوی (جنھوں نے اب تک ایک درجن سے زائد کتابوں کا ترجمہ کیا ہے) قابلِ مبارکباد اور لائق ستائش ہیں کہ انہوں نے اس عربی رسالہ کو دلنشین اور آسان اسلوب میں اردو میں منتقل کیا ہے، اللہ ان کی اس محنت وکاوش کو قبول فرمائے، اور ڈاکٹر خالد ہنداوی جو اس کام کے لئے محرک بنے ہیں، ان کو بھی اس کا بہترین اجر عطا فرمائے۔ آمین

سلمان الحسینی ندوی

۱ر ۱۱ر ۱۴۳۴ھ مطابق ۷ر ۹ر ۲۰۱۳

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

از: ابنائے شیخ سعید حویٰ

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على سيد المرسلين وعلى آله وأصحابه أجمعين، ومن تبعهم بإحسان إلى يوم الدين۔

تقریباً پچیس سال پہلے یہ رسالہ اس وقت تحریر کیا گیا جب ایران عراق جنگ عروج پر تھی جس کے لئے ایرانی انقلاب کے نام پر توسیعی ایجنڈے کے نفاذ کے لئے امت کی پوری طاقت اور سرمایہ کو داؤ پر لگا دیا گیا تاکہ عالم اسلامی کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے جائیں یا اس کو شیعیت کے رنگ میں رنگ دیا جائے جیسا کہ انہوں نے اس کا ایجنڈہ تیار کیا تھا اور اس کے ساتھ ساتھ صہیونی (یہودی) مفادات کی بھی خدمت کی جائے، اس وقت خمینی نے اس مجنونانہ جنگ کو روکنے کے لئے عالم اسلام کی طرف سے اٹھنے والی ہر آواز کو ٹھکرا دیا، اس وقت بعض مسلمان خمینی کے ان نعروں سے دھوکہ کھائے ہوئے تھے جو اس نے شیطان اکبر (اسرائیل) کے خلاف مزاحمت اور القدس کی آزادی کے نام پر لگائے تھے، حالانکہ اس کا سہارا لیکر مغرب عالم اسلام کے قلعوں کو منہدم کرنا چاہتا تھا اور یہ کھوکھلے نعرے خطرناک سازش کی تکمیل کے لئے صرف ذریعہ کے طور پر استعمال کئے جا رہے تھے، اس ظالمانہ جنگ کو اسی وقت روکا گیا جب کہ دوسرے وسائل اختیار کر کے عراق کے استعمار کا تانا بانا تیار کر لیا گیا، اسی لئے خمینی تحریک کے بعض خطرناک پہلوؤں کو بیان کرنے کے لئے یہ رسالہ تحریر کیا گیا۔

اگرچہ درمیان کا وقت کافی طویل معلوم ہوتا ہے اور شیخ سعید حویٰ اس رسالہ کو تحریر کرنے کے دو ہی سال بعد اس دنیا سے رخصت ہو گئے لیکن موجودہ صورتحال کو دیکھتے ہوئے ایسا لگتا ہے جیسے کہ شیخ آج ہمارے درمیان رہتے ہوئے لکھ رہے ہیں، اور اُس وقت اس رسالہ کی جسقدر ضرورت تھی آج اس کی ضرورت کہیں زیادہ ہے، اگر اُس وقت مسلمانوں کے خلاف ایک وسیع جنگ کی تمہید کے طور پر عراق سے جنگ کرنے اور اس کو تہہ و بالا کر دینے کے لئے خمینی نے حافظ الاسد کا ساتھ دیا تھا، تو آج خامنئی حافظ کے بیٹے بشار کے ساتھ مل کر قتل وخون، ظلم وزیادتی اور امت مسلمہ کے خلاف سازشیں رچنے میں برابر کا شریک ہے، اگر اس وقت خمینی اور حافظ الاسد کی شراکت کا مقصد عراق میں اسلامیت وعربیت کے قلعہ کو مسمار کرنا تھا تو آج بشار الاسد اور خامنئی کی شراکت کا مقصد شام کے اسلامی وعربی قلعہ کو منہدم کرنا ہے۔

اگر اس وقت کی عراق ایران جنگ کے خطرناک نتائج یہ سامنے آئے کہ اسلامی انقلاب کی راہ میں رکاوٹیں حائل کر دی گئیں اور اس کی شکل کو مسخ کر دیا گیا تو اس بات کا احتمال ہے کہ شام پر تھوپی گئی آج کی اس خطرناک جنگ کے نتائج یہ ہوں کہ عرب بہاریہ کی حریت وکرامت کی تحریک کو دولخت کر دیا جائے جس کو دبانے کے لئے بشار الاسد، خامنئی، روس اور پس پردہ اسرائیل ایڑھی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں، اس ملعون مثلث میں صفوی، صہیونی اور صلیبی ٹولے سب ایک ساتھ جمع ہیں۔ اور جس طرح اُس وقت رسوا کن گروہی ومذہبی مفادات کے حصول کے لئے اہل بیت کی محبت کا لبادہ اوڑھا گیا تو اسی طرح آج فلسطینی کاز کا ساتھ دینے اور اسرائیل کے خلاف مزاحمت کرنے کا سہارا لیا گیا حالانکہ اس کاز سے ان کا دور کا بھی واسطہ نہیں جو کہ صرف ایک دکھاوا ہے، تین دھائی پہلے عراق کو بھاری قیمت چکانی پڑی اور وہ اب تک مسلسل قربانیاں پیش کر رہا ہے یہاں تک کہ حریت وکرامت اور فتح وکامرانی اس کے قدم چومے گی، ان شاالله، اسی طرح آج شامی عوام کے سامنے بھی اس کے سوا کوئی راستہ نہیں ہے کہ اس خطرناک سازش کو ناکام بنانے کے لئے وہ بھی قربانیاں پیش کریں۔

تاریخ نے ہمیں یہ سبق سکھایا ہے کہ ہمارے دشمن اپنے منصوبوں اور سازشوں کی تکمیل کیلئے شیعہ سنی گروہی اختلافات کا فائدہ اٹھاتے ہیں بلکہ ان اختلافات کا بیج بوتے ہیں جبکہ اہل تشیع حضرات میں سے خمینی، خامنئی اور حزب اللہ جیسے غلو پسند امت میں انتشار پیدا کرنے، ظلم وزیادتی کی تاریک رات طویل کرنے اور بیرونی سازشوں کو روبہ عمل لانے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں، بلکہ صہیونیوں اور دیگر اعدائے اسلام کے ساتھ تعاون کرنے میں کوئی حرج محسوس نہیں کرتے ہیں، تاریخ نے یہ ثابت کیا ہے کہ امت اس وقت تک اپنے مقدسات کو آزاد نہیں کرا پائی جب تک کہ باطنیوں اور مذہبی منافرت پھیلانے والوں کی سازشوں سے اس نے اپنے آپ کو آزاد کراکے خود کو متحد نہ کیا ہو۔ اب وقت پھر سے تقاضا کر رہا ہے کہ اس امت کو عزت و سربلندی اس وقت تک نصیب نہیں ہو سکتی ہے جب تک کہ اس شیطانی لعنت زدہ خطرناک اتحاد اور سازش سے چھٹکارانہ حاصل کیا جائے۔

پچیس سال قبل شیخ سعید حویٰ نے یہ رسالہ جن اسباب کی بنیاد پر تحریر کیا تھا آج انہی اسباب کی بنیاد پر بعض غیرت مند حضرات اس رسالہ کو دوبارہ نشر کر رہے ہیں تاکہ امت کو ان سازشوں اور دھوکہ دینے والوں کی اصل حقیقت، ان کے غلط عقائد اور ان کے باطل نظریات سے آگاہ کریں اگرچہ اس وقت اس بات کی شدید ضرورت ہے کہ ان سازشوں کو حقائق کے ذریعہ طشت از بام کرنے کے لئے اور امت کو اس کی ذمہ داریوں اور چیلنجز سے آگاہ کرنے کے لئے جدید تحقیقات پیش کی جائیں۔

ابنائے شیخ سعید حویٰ (رحمہ اللہ)

عمان، اردن

23/ذی قعدہ/1433 مطابق 9/10/ 2012ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمہ مؤلف

اٰل بیتِ رسول ﷺ سے محبت ہر مسلمان پر شرعی طور پر فرض ہے لیکن اہل بیت ہیں کون، اور صحیح محبّت کے مظاہر وعلامات کیا ہیں؟!

بلاشبہ اہل بیت سے مراد آپ ﷺ کے وہ اقارب و رشتہ دار ہیں جنہوں نے آپ ﷺ کی دعوت پر لبیک کہا، اور محبت کا اعلیٰ ترین مظہر قلبی محبت اور مکمل اتباع ہوا کرتا ہے، امت مسلمہ ہمیشہ سے اہل بیت سے محبّت کو تقرب الی اللہ کا ذریعہ سمجھتی رہی ہے لیکن اہل بیت سے محبت کو ذریعہ بنا کر ہی شیعیت نے جنم لیا جو تاریخ میں غلط عقائد اور منحرفانہ نظریات کے ساتھ ظہور پذیر ہوئی۔

جب خمینی انقلاب کامیاب ہوا تو امتِ مسلمہ کے بہی خواہ یہ سمجھے کہ خمینی انقلاب کے ذریعہ اہلِ بیت کی محبت کو صحیح اور حقیقی رخ دیا جائے گا اور شیعیت کو غلط عقائد اور باطل نظریات سے آزاد کرایا جائے گا، خاص طور پر جبکہ خمینی نے کامیابی کے ابتدائی دنوں میں اس بات کا اعلان کیا کہ ان کا یہ انقلاب خالصتاً اسلامی ہے نہ کہ مذہبی اور گروہی، اور

ان کا انقلاب مظلوموں اور کمزوروں کی مدد کے لئے، امت مسلمہ کو آزادی دلانے کے لئے اور بطور خاص فلسطین کو آزاد کرانے کے لئے ہے۔

اس کے بعد ان بہی خواہوں کے سامنے اصل حقیقت منکشف ہونے لگی جب کہ خمینی نے شیعیت کے تمام باطل عقائد پر اپنے اس انقلاب کی بنیاد رکھی اور شیعی باطل نظریات خمینی اور خمینیت کی شکل میں ظاہر ہونے لگے جو ایک بہت بڑی ناکامی تھی جس سے سب کی امیدوں پر پانی پھر گیا۔

بعض شیعہ مصنفین کی طرف سے ایسی تحریریں اور بیانات ظاہر ہوتے رہے جن سے بظاہر یہ پتہ چلتا ہے کہ وہ ان اصولوں کو اپنا رہے ہیں جن میں شیعیت نبوی طریقے کے عین مطابق نظر آتی ہے جیسے کہ وہ تحریریں جن میں کلینی پر اس کی کتاب ''الکافی'' کے بارے میں نقد کیا گیا ہے، یہ تحریریں ایسی تھیں جن کی بنیاد پر شیعہ سنی مخلص لوگ آپس میں مل بیٹھ کر ایک ساتھ چل سکتے تھے اور خمینی کی ذمہ داری تو یہ تھی کہ اس فکر کی حوصلہ افزائی کی جاتی لیکن ظاہر یہ ہوا کہ وہ اس فکر کے خلاف ہیں اور انحراف و بگاڑ کے عقائد کو مزید سیراب کیا جارہا ہے اور اختلاف و مخالفت کے طریقہ کو پروان چڑھایا جارہا ہے، اس لئے اس امت کے اہل علم کی ذمہ داری تھی کہ خمینی فکر کے اس خطرے کے بارے میں مسلمانوں کو حقائق سے آگاہ کریں کیونکہ رسول اللہ ﷺ سے مروی ہے:

''اس دین کو عادل لوگ اپنے پیشرؤوں سے لیتے رہیں گے جو اس سے غلو کرنے والوں کی تحریف کو، باطل پرستوں کی من گھڑت باتوں کو اور جاہلوں کی تأویلات کو دور کرتے رہیں گے''۔

لہٰذا جب خمینی، تحریف کرنے والے غلوپسندوں، من گھڑت باتیں بیان کرنے والے باطل پرستوں اور غلط تأویلات کرنے والے جاہلوں کی صف میں شامل ہو گئے تو اہل علم کے لئے ان کی حقیقت کو واشگاف کرنا اور ان کا پردہ چاک کرنا ضروری تھا تاکہ کوئی ان کے دھوکہ میں نہ آئے اور اگر کوئی شخص اپنے لئے ہلاکت والے راستے کا انتخاب کرے تو اس سے پہلے اس پر حجت قائم ہو چکی ہو اور واضح دلائل اس کے سامنے آچکے ہوں، جس سے وہ اس خطرے سے محفوظ رہ سکتا ہے جو اللہ کے غضب اور اس کے عذاب کا باعث بن سکتا ہے: ''وقل الحق من ربكم، فمن شاء فليؤمن ومن شاء فليكفر'' (الکهف: ٢٩)
ترجمہ: ''کہہ دو کہ یہ حق ہے تمہارے رب کی طرف سے، اب جس کا جی چاہے مان لے، اور جس کا جی چاہے انکار کردے''۔

یہی وہ اسباب تھے جن کی بنیاد پر ہم نے یہ رسالہ تحریر کیا، ان اسباب کا خلاصہ یہ ہے کہ مشرق و مغرب میں تمام مسلمان معاصر اسلامی بیداری کی تحریک کو دیکھ کر خوش ہوئے، یہ امید کرتے ہوئے کہ اس سے ان کی گمشدہ عزت، ان کا چھینا ہوا اقتدار اور ان کی مذہبی و دینی وحدت بھی عود کر آئے گی جس سے وہ زمانے کے چیلنجز کا مقابلہ کر سکتے ہیں جن کا انہیں ہر چہار جانب سے سامنا ہے۔

اعدائے اسلام کو یہ یقین ہو چلا کہ اسلامی بیداری کی یہ تحریک ان کے مفادات کے لئے ایک خطرہ ہے اور یہ ان کے بنائے ہوئے منصوبوں کو تار تار کرنے والی ہے، اس لئے انہوں نے از سر نو اپنا پرانا کھیل شروع کر دیا، مجوسی کاہنوں اور یہودی پادریوں نے اسلام اور اہل اسلام کے خلاف محاذ بنانے کے لئے باہم مشورہ کیا تو وہ اس نتیجہ پر پہنچے کہ اس مؤثر تحریک کی شکل کو بگاڑنا اور اس کو اس کے بلند مقاصد سے ہٹا دینا، اس کو ختم کرنے اور اس کی اسلامیت کو مٹانے کا بہترین اور کامیاب ذریعہ ہے، اس لئے وہ ایسے لوگوں کو سامنے لائے جو ظاہر کے اعتبار سے مسلمان تھے تاکہ وہ اپنے منصوبوں کی تکمیل کرکے اسلامی پودے کو آغاز میں ہی جڑ سے اکھاڑ پھینکیں۔

اور ایسا ہی ہوا، خمینیت اپنی پیشرو غلو پسند اور باطنی تحریکات کے نقشِ قدم پر چلی، اس نے عام مسلمانوں کے جذبات کے ساتھ کھلواڑ شروع کر دیا، بظاہر اسلام کا نعرہ لگایا لیکن اندر سے اسی اعتقادی اور نظریاتی انحراف کو چھپائے رکھا جو ان کے ابو مسلمی[1]، بابکی اور صفوی اسلاف کا قدرِ مشترک رہا ہے، انہوں نے مسلم معاشرہ میں شر وفساد کے وہی رجحانات پیدا کر دئے جو سابقہ باطل تحریکات کا خاصہ تھے اور تدلیس و تلبیس پر مبنی باطنی ایجنڈے کو از سر نو شروع کر دیا، اسلام کی نصرت وحمایت کا دعویٰ کیا حالانکہ یہ عقیدے کے اعتبار سے اور منہج و سلوک کے اعتبار سے اسلام کے خلاف کھلی جنگ تھی، امت مسلمہ کی وحدت پر غیرت کا مظاہرہ کیا حالانکہ اس نے گروہی و مذہبی منحرفانہ

[1] یعنی ابو مسلم خراسانی کے متبعین

مسائل کو ہوا دے کر صبح وشام اس کی وحدت کو پارہ پارہ کیا، دنیا کے مظلوم اور ستم رسیدہ لوگوں کی مدد کا ڈھنڈورا پیٹا گیا حالانکہ خود معصوم بچوں تک کو ظلم و جبر کا نشانہ بنا کر ان کا قتلِ عام کرنے میں کوئی کسر باقی نہیں چھوڑی، پھر صرف اس سیاہ باب پر اکتفاء نہیں کیا بلکہ اپنے پورے فلسفہ کی بنیاد اس منحرفانہ فکر پر رکھی جس میں مسلمانوں کی پوری تاریخ کو مسخ کرنا اور اپنے نظریات کے اعتبار سے تبدیل کرنا اصل مقصود تھا، جس کی وجہ سے تاریخ ساز شخصیات اور اکابرین میں سے بعض کو مسخ کرکے پیش کیا گیا، بعض کو اسلامی تاریخ کے روشن صفحات سے ہی مٹا دیا گیا اور پورے اصرار کے ساتھ تاریخ کے انہی سیاہ اور منفی صفحات کو پڑھنے کی دعوت دی گئی جن کے بارے میں عام لوگوں کا خیال تھا کہ وہ قصّہ پارینہ بن چکے ہیں اور اب از سرِنو ان صفحات کو کھولنا کسی بھی اعتبار سے اسلام اور مسلمانوں کے حق میں بہتر نہیں ہوگا، کیونکہ سب نے ان کی کڑواہٹ کا مزہ چکھ لیا ہے جس کی تفصیل بیان کرنے کے لئے ایک کتاب کافی نہیں ہوگی۔

اس طرح سے خمینی کی تخریبی تحریک نے اپنے منہج اور طریقہ کار میں باطنی تحریکات کے وہ تمام افکار و مناہج داخل کر دیئے جو رازدارانہ تلقین، تقیہ اور مجوسی انحرافات پر قائم تھے تاکہ غایت وانجام کے اعتبار سے وہ دھوکہ دہی اور مکر وفریب کا ایک نمایاں مدرسہ قرار پائے جس کا تخریب کارانہ منہج تین پہلوؤں پر مبنی ہو:

عقیدہ میں انحراف و بگاڑ پیدا کرنا۔۔ اسلامی شعائر کو مٹانا۔۔ اور اس کے عظیم مقاصد کی تصویر مسخ کرنا۔۔ دنیا پر اس طرح سے کنٹرول اور بالادستی حاصل کرنا جس کو پُر فریب نعروں کے لبادے میں چھپا دیا گیا ہو۔

اسی کی تفصیل بیان کرنا زیر نظر رسالہ میں مقصود ہے، اس لئے یہ رسالہ دو ابواب اور خاتمہ پر مشتمل ہوگا:

پہلا باب: منحرفانہ عقائد جن پر خمینیت کی بنیاد ہے

دوسرا باب: خمینیت کے منحرفانہ نظریات

اور خاتمہ میں امت مسلمہ کو توجہ دلائی جائے گی کہ اہل سنت والجماعت کے عقائد کو مضبوطی سے تھامنے کی کتنی ضرورت ہے، اس لئے کہ وہی مبنی بر حق و عدل ہیں اور ان سے انحراف و روگردانی، اللہ کی ناراضگی اور جہنم کا راستہ ہے۔

و آخر دعوانا أن الحمد لله رب العالمين

پہلا باب

اہل تشیع کے بعض منحرفانہ عقائد اور خمینی عقائد و نظریات کی ان پر بنیاد

تمہید

شیعیت کے ذریعہ بہت سے منحرفانہ افکار وآراء کا ظہور ہوا، اور شیعیت کے نام پر بہت سے منحرفانہ عقائد مسلمانوں میں بھی دَر آئے بلکہ شیعیت بہت سے کافرانہ عقائد کے لئے ایک پُل کی حیثیت سے نمودار ہوئی جس سے بہت سے غلو پسند فرقے وجود میں آئے، مثال کے طور پر اسماعیلی اور نصیری فرقے جو باطنی فرقے ہیں اور ان کے کافر ہونے پر شیعہ اثنا عشریہ اور اہل سنت والجماعت سب کے سب متفق ہیں۔

البتہ شیعہ اثنا عشریہ نے اگرچہ ان کو کافر قرار دیا لیکن وہ بذات خود بہت سے منحرفانہ عقائد کے حامل ہیں، وہ ان غلو پسند فرقوں کی تکفیر کے ساتھ ساتھ اہل سنت والجماعت کے مقابلہ میں ان کا ساتھ دیتے ہیں، اگرچہ اصول وفروع کے اعتبار سے ان فرقوں اور شیعہ اثنا عشریہ میں اختلاف پایا جاتا ہے لیکن اثنا عشریہ ان فرقوں کے بارے میں یہ سمجھتے ہیں (حالانکہ یہ فرقے انسان کی الوہیت اور دیگر باطل عقائد کے قائل ہیں) کہ وہ اہل سنت والجماعت کے مقابلہ میں ان کے زیادہ قریب ہیں، یہ بذاتِ خود ان کے خطرناک انحراف کی دلیل ہے۔

ہم اس انحراف کی بہت زیادہ تفصیل میں نہیں جائیں گے، ہم صرف بعض شاذ منحرفانہ عقائد کے تذکرہ پر اکتفاء کریں گے جن پر شیعہ اثنا عشریہ کی بنیاد ہے اور خمینی نے بھی انہی پر اپنے عقائد و نظریات کی بنیاد رکھی اور ان کا اعلان بھی کیا۔

ا: ائمہ کے بارے میں غلو:

ارشاد باری تعالیٰ ہے: "اتخذوا أحبارهم ورهبانهم أربابا من دون الله والمسيح ابن مريم" (التوبہ: ۳۱) ترجمہ: "انہوں نے اپنے علماء اور درویشوں کو اللہ کے سوا اپنا رب بنا لیا ہے، اور اسی طرح مسیح ابن مریم کو بھی"۔

یہ بات معروف ہے کہ عیسائیوں نے عیسیٰ علیہ السلام کو رب کا درجہ دیا ہے اور رسول اللہ ﷺ نے اس بات کی وضاحت بھی فرمائی ہے کہ انہوں نے اللہ کے مقابلہ میں اپنے پادریوں، راہبوں اور علماء کو رب اس طور پر بنایا تھا کہ جب وہ ان کے لئے حرام کو حلال یا حلال کو حرام قرار دیتے تو وہ ان کی اس تحلیل و تحریم کو من و عن قبول کر لیتے تھے۔

شیعہ نے بھی اسی طرح کا غلو کیا اور اپنے ائمہ کی معصومیت کو لازمی قرار دیا، امام کے معصوم ہونے کو اپنے مذہب کے اصولوں میں سے ایک اہم اصول قرار دیا، اس اہم اصول کو ان کے ہاں مستند مصنفین نے ان کی اہم کتابوں میں نقل کیا ہے، کلینی نے "الکافی" میں، ابن بابویہ قمی نے "عقائد الشیعہ الامامیہ" میں، شیخ مفید نے اپنی دو کتابوں "اوائل المقالات" اور "تصحیح عقائد الشیعہ الامامیہ" میں۔ ان کے متقدمین و متاخرین ائمہ کا اس بات پر اجماع ہے، امام بارادہ و بلا ارادہ ہر قسم کے سہو و نسیان، خطا و لغزش سے

محفوظ ہے اور امامت کا مرتبہ نبوت کے مقابلہ میں اعلیٰ ترین مرتبہ ہے[1]۔ اسی طرح تحلیل و تحریم کے سلسلہ میں وہ با اختیار و آزاد ہیں،ان کے امام الکلینی کی کتاب "الکافی" میں یہ بات موجود ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ ، حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو پیدا فرمایا تو وہ ہزارہا برس تک اسی حال میں رہے ، اس کے بعد دیگر تمام اشیاء کو پیدا فرمایا جن کی تخلیق پر ان تینوں کو گواہ بنایا اور تمام مخلوقات کے لئے ان کی اطاعت کو لازم قرار دیا اور تمام چیزوں کے انتظام وانصرام کو انہی کے حوالے کر دیا ، لہٰذا وہ جس چیز کو چاہتے ہیں حلال قرار دیتے ہیں اور جو چاہتے ہیں حرام قرار دیتے ہیں[2]۔

یہ ائمہ کے بارے میں شیعہ کی غلو پسندی ہے جس کے مطابق وہ اس کائنات کی تدبیر و تسخیر میں اللہ کی قدرت کے شریک و سہیم ہیں حالانکہ تدبیر کائنات کی صفت اللہ تعالیٰ نے اپنے ہی لئے خاص کی ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے: "يدبر الأمر" ترجمہ: "وہی اس نظم عالم کی تدبیر کر رہا ہے"۔ (سورۃ یونس: ۳)

اسی طرح بعض شیعہ حضرات کی غلو پسندی اس حد تک پہنچ گئی کہ انہوں نے ائمہ کو علم غیب اور ہر چیز کے علم میں اللہ تعالیٰ کا شریک قرار دیا ، کلینی نے "الکافی" میں

---

[1] دیکھیں: حیاۃ القلوب ۱۰/۳ ، علامہ مجلسی

[2] دیکھیں: اصول الکافی ، ص ۲۸۷ ، خمینی نے اس مزعومہ حدیث کو اپنی کتاب "کشف الاسرار" میں صحیح قرار دیا ہے۔

ایک باب اس عنوان سے قائم کیا ہے: "إن الأئمة يعلمون ما كان وما يكون وأنه لا يخفى عليهم شيئ" یعنی: "ائمہ ماضی اور مستقبل کی ہر چیز کا علم رکھتے ہیں اور ان پر کوئی بھی چیز مخفی نہیں رہتی ہے"[3]۔ حالانکہ یہ سب اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے برخلاف ہے: "عالم الغيب فلا يظهر على غيبه أحدا إلا من ارتضى من رسول" (الجن: ۲۶-۲۷) ترجمہ: "وہ عالم الغیب ہے اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا، سوائے اس رسول کے جسے اس نے (غیب کا علم دینے کے لئے) پسند کر لیا ہو"۔

اس بات کا کوئی بھی منکر نہیں ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے کسی کو غیب کی کسی چیز پر مطلع کرے، البتہ ہم اس کا انکار کرتے ہیں کہ کسی بھی مخلوق کی یہ اپنی خصوصیت ہو کہ وہ ہر طرح کے غیب سے بذاتِ خود واقف ہو۔

ان انحرافات نے ہر ہوس زدہ شخص اور ہر دجال کے سامنے دروازہ چوپٹ کھول دیا کہ وہ کسی بھی انسان کے لئے انبیاء کے مقام کا دعوی کرکے اور اسلامی شریعت میں سے جو چاہے اور جیسے چاہے منسوخ کر دے ، جبکہ اہل حق کا عقیدہ ہے کہ نبوت ایک مخصوص مقام و مرتبہ کا نام ہے اور اللہ تعالیٰ جس کو چاہے خاص انتخاب کے ذریعہ اس منصب کے لئے منتخب کر لیتا ہے ، ارشاد باری تعالیٰ ہے: "الله يصطفي من الملائكة رسلا

---

[3] دیکھیں: اصول الکافی ، ص ۱۶۰، مزید تفصیل کے لئے دیکھیں: کشف المراد شرح تجرید الاعتقاد، از: ابن المطہر الحلی شیعی

ومن الناس" (الحج: ۷۵) ترجمہ: "اللہ فرشتوں میں سے بھی پیغام رساں منتخب کرتا ہے اور انسانوں میں سے بھی"۔

خمینی اس غلو کی تائید و تاکید کرتے ہیں اور اس کی جڑوں کو مزید مضبوط کرتے ہیں، حالانکہ یہ دین کے بنیادی عقائد اور اصولوں کا انکار اور کھلا ہوا کفر ہے، خمینی اپنے ائمہ کے بارے میں غلو کرتے ہوئے ان کے لئے عصمت، تدبیرِ امور، اور علم الٰہی ثابت کرتے ہیں اور انبیاء کے مقام سے ان کو بلند مقام عطا کرتے ہیں۔

اپنی کتاب "الحکومۃ الاسلامیۃ" میں لکھتے ہیں:

"بلا شبہ امام کو مقام محمود، بلند درجہ اور خلافت تکوینیہ حاصل ہے جس کی ولایت اور طاقت کے سامنے اس کائنات کے تمام ذرات تابع فرمان ہیں۔

بلاشبہ یہ ہمارے مذہب کی ضروریات میں سے ہے کہ ہمارے ائمہ کو وہ مقامِ بلند حاصل ہے جس تک کسی مقرب فرشتے یا نبی مرسل کی بھی پہنچ نہیں ہے، ہمارے پاس جو روایات واحادیث ہیں ان کے بموجب یہ بات مسلّم ہے کہ رسولِ اعظم ﷺ اور ائمہ علیہم السلام اس دنیا کے وجود سے پہلے نور کی شکل میں تھے جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے عرش سے گھیر رکھا تھا، ائمہ علیہم السلام سے منقول ہے: اللہ کے ساتھ ہماری بعض ایسی کیفیات ہیں جو نہ کسی مقرب فرشتے کو حاصل ہوتی ہیں اور نہ ہی کسی نبی مرسل کو"[1]۔

اپنی اسی کتاب میں ایک دوسری جگہ رقمطراز ہیں: **"بلاشبہ ائمہ کی تعلیمات قرآنی تعلیمات کی طرح ہیں جو کسی مخصوص نسل کے ساتھ خاص نہیں ہیں بلکہ وہ قیامت تک کے لئے ہر زمانے اور ہر جگہ کے تمام لوگوں کے لئے ہیں جن کا نفاذ واتباع سب کے لئے ضروری ہے"** [2]۔

مزید لکھتے ہیں: "اور ان (یعنی ائمہ) میں کسی طرح کے سہو اور غفلت کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا ہے"[3]۔

---

[1] الحکومۃ الاسلامیہ، ص ۵۲، مطبوعہ: قاہرہ ۱۹۷۹، مطبوعہ: طہران، مکتبہ بزرگ اسلامیہ، مزید تفصیل کے لئے دیکھیں: علامہ ابوالحسن علی ندویؒ کی کتاب: صورتان متضادتان۔ ص ۷۷ اور اس کے بعد۔

[2] الحکومۃ الاسلامیہ، ص: ۱۱۲

[3] الحکومۃ الاسلامیہ، ص: ۹۱

۲: قرآن کریم میں تحریف کا عقیدہ:

یہ بات دین کی ضروریات میں سے ہے کہ قرآن کریم کی حفاظت کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ لی ہے جس کی وجہ سے وہ محفوظ ہے اور سابقہ آسمانی کتابوں کی حفاظت کی ذمہ داری ان کے ماننے والوں پر تھی، اس لئے سابقہ کتب سماویہ تحریف وتبدیلی کا شکار ہوئیں، اور جہاں تک قرآن کریم کا تعلق ہے تو وہ حرف بحرف محفوظ ہے، تورات کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ''يحكم بها النبييون الذين أسلموا للذين هادوا والربانييون والأحبار بما استحفظوا من كتاب كالله وكانوا عليه شهداء'' (المائدہ: ۴۴) ترجمہ: ''سارے نبی جو مسلم تھے، اسی (تورات) کے مطابق ان یہودیوں کے معاملات کا فیصلہ کرتے تھے، اور اسی طرح ربانی اور احبار بھی (اسی پر فیصلہ کا مدار رکھتے تھے) کیونکہ انہیں کتاب اللہ کی حفاظت کا ذمہ دار بنایا گیا تھا اور وہ اس پر گواہ تھے''۔

اس سے معلوم ہوا کہ تورات کی حفاظت کی ذمہ داری ان پر عائد کی گئی تھی جن پر اس کا نزول ہوا تھا جبکہ قرآن کریم بذات خود اللہ تعالیٰ کی حفاظت کی وجہ سے محفوظ ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''إنا نحن نزلنا الذكر و إنا له لحافظون''۔ (الحجر: ۹) ترجمہ: ''ہم ہی نے اس قرآن کو نازل کیا ہے اور ہم خود ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں''۔

لہٰذا قرآن کریم کی متواتر قراءتوں پر عہد صحابہ سے لیکر آج تک پوری امت کا اجماع رہا ہے **لیکن جہاں تک شیعہ (امامیہ) اثنا عشریہ کا تعلق ہے تو ان کے متقدمین ومتأخرین غلو پسندوں کا اس بات پر اجماع ہے کہ قرآن کریم تحریف و تبدیلی کا شکار ہوا ہے اور اس میں کمی زیادتی بھی کی گئی ہے**، اس عقیدے کو ان کے سب سے بڑے مؤلف و محدث اور ان کے نزدیک سب سے زیادہ قابل اعتماد 'کلینی' نے اپنی کتاب ''الکافی'' میں، ان کے خاتمۃ المحدثین محمد باقر مجلسی نے اپنی کتاب ''مرآۃ العقول'' میں، اور ان کی تیار کردہ انسائیکلوپیڈیا ''بحار الانوار'' میں بیان کیا ہے، کلینی نے بہت سی ایسی روایات نقل کی ہیں جن سے اس بات کی وضاحت ہوتی ہے کہ وہ قرآن میں تحریف کے قائل ہیں، ان میں سے ایک روایت کو انہوں نے جعفر بن محمد الصادق کی طرف منسوب کیا ہے جس میں انہوں نے کہا ہے: **''بلاشبہ ہمارے پاس مصحف فاطمہ علیہا السلام ہے، ان کو کیا معلوم کہ مصحف فاطمہ کیا ہے؟! ایک ایسا مصحف جس میں تمہارے اس قرآن جیسا تین گنا قرآن ہے، اللہ کی قسم، اس میں تمہارے قرآن کا ایک حرف بھی نہیں ہے''**[1]۔

چوتھی صدی ہجری کے علمائے شیعہ کے مرجع شیخ مفید نے قرآن میں نقص وزیادتی کا قول شیعہ امامیہ کے بڑے بڑے متکلمین اور ان کے معتبر اہلِ فقہ کی جانب منسوب کیا ہے[2]۔

شیعہ کے خاتمۃ المحدثین محمد باقر مجلسی لکھتے ہیں:

---

[1] الکافی ۱/۲۳۹-۲۴۱، کتاب الحجۃ، باب ذکر الصحیفہ والجفر والجامعۃ ومصحف فاطمہ

[2] دیکھیں: اوائل المقالات فی المذاہب والمختارات، ص ۹۳، شیخ مفید

"قرآن میں نقص اور تبدیلی کے بارے میں بہت سی روایات صریح اور واضح ہیں ، معنی کے اعتبار سے متواتر ہیں، ان کو نظر انداز کرنا اور پسِ دیوار کرنا روایات کے پورے ذخیرے پر اعتماد و استناد ختم کرنے کا موجب ہے ، بلکہ میرا خیال یہ ہے کہ اس سلسلہ کی روایات امامت کے بارے میں منقول روایات سے کم نہیں ہیں"[1]۔

اور یہ بات معلوم و مسلّم ہے کہ امامت اہل تشیع کے نزدیک نصوص اور تعیین کی بنیاد پر ثابت ہے، جس کا منکر ان کے ہاں بالاجماع اور متفق علیہ طور پر کافر ہے۔

بعض معتدل شیعہ حضرات نے اس رائے سے تجاوز کرنے اور اس کو اپنے مذہب سے ختم کرنے کی کوشش کی تو علمائے شیعہ میں سے بہت سے ان کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے ، ان کی اس رائے کو ناقابلِ قبول اور مبنی بر جہل قرار دیا اور ان کے اس قول کو تقیہ پر محمول کیا، جن میں سب سے نمایاں نوری الطبرسی ہیں جن کی خمینی نے بارہا تعریف و توثیق کی ہے[2]، اور جنھوں نے تیرہویں صدی ہجری کے اواخر میں ایک ضخیم کتاب "فصل الخطاب فی اثبات تحریف کتاب رب الارباب" (یعنی : رب الارباب کی کتاب میں تحریف کے ثبوت کے بارے میں قول فیصل) تألیف کی ہے، اس میں ان کی مستند کتابوں میں موجود دو ہزار ایسی شیعی روایات نقل کی ہیں جو قرآن کریم میں نقص

[1] مرآۃ العقول ص: ۲۵۳

[2] دیکھئے: الحکومۃ الاسلامیہ : ص۹۶

و تحریف کی رائے میں مزید تاکید پیدا کرتی ہیں اور اس بات کا (جھوٹا) ثبوت فراہم کرتی ہیں کہ مسلمانوں کے پاس موجود آج کا یہ قرآن قابلِ اعتماد نہیں ہے، انہوں نے شیعی محدث نعمت اللہ الجزائری کی کتاب 'الانوار' سے ان کا یہ قول نقل کیا ہے کہ : "تمام علماء کا ان متواتر روایات کے صحیح ہونے پر اتفاق ہے جو صریح طور پر قرآن میں کلام کے اعتبار سے ، مادہ کے اعتبار سے ، اعراب کے اعتبار سے تحریف واقع ہونے پر دلالت کرتی ہیں"[3]۔

یہ سب واضح اور سراسر کفر ہے، اس لئے کہ یہ دین کے بنیادی عقیدہ کے برخلاف ہے، اسلام کی کیا خصوصیت رہے گی جب اس کی کتاب محرف ، تبدیل شدہ اور ناقص ہو گی ؟!

ہمیں امید تھی کہ خمینی اس طرح کی کفریات کے مقابلہ کے لئے اُٹھ کھڑے ہوتے اور اللہ کی کتاب کے بارے میں اس طرح کے توہین آمیز عقائد کا پردہ چاک کرتے ، ان عقائد کے گھڑنے والوں کی قلعی کھولتے ، اور ان کے کفر اور ملت سے خروج کا اعلان کرتے، مگر وہ بھی اس راہ پر چل پڑے اور اپنی کتاب "کشف الأسرار" میں اس طرح کے منحرفانہ عقائد کی تاکید و توثیق کی اور کہا: "ان (یعنی : صحابہ کرام) کے لئے یہ بات آسان تھی کہ ان آیات کو قرآن سے نکال دیتے اور کتاب سماوی میں تحریف کرتے اور قرآن پر

[3] فصل الخطاب : ۳۰، ۳۲۹، ۳۲۸

پردہ ڈال دیتے اور دنیا کی نگاہوں سے اس کو غائب کرتے، بلاشبہ تحریف کا جو الزام مسلمان یہود و نصاریٰ پر لگاتے ہیں وہ صحابہ کے بارے میں ثابت ہوتا ہے"[1]۔

یہ خمینی کی طرف سے واضح کفر اور اسلام کی پوری عمارت کو زمین بوس کرنے کے مترادف ہے، قرآن کریم جو بہت سے معجزات پر مشتمل ہے اس کے بارے میں یہ جرأت قابلِ تعجب ہے! اسلام میں اس کے بعد کون سا ایسا مصدر و مرجع باقی رہتا ہے جس کو یہ مقام واستناد حاصل ہو؟!

۳: سنت نبویہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں شیعہ کا موقف:

علمائے شیعہ کے نزدیک یہ بات متفق علیہ بلکہ ان کے مذہب کے اصولوں میں سے ہے کہ تین یا چار صحابہؓ کے علاوہ پوری امت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد نعوذ باللہ کفر میں داخل ہو گئی اور اللہ کے دین سے مرتد ہو گئی[2]۔

یہی وجہ ہے کہ وہ صحابہؓ پر اعتماد نہیں کرتے ہیں، نہ ہی ان کی روایات کو قابلِ اعتبار سمجھتے ہیں اور ان کو پسِ دیوار ڈال دیتے ہیں، یہ سمجھتے ہوئے کہ وہ نا قابلِ اعتبار، جھوٹی اور موضوع ہیں۔

[1] "کشف الأسرار" ص ۱۱۴ بحوالہ: شیخ ابوالحسن ندویؒ کی کتاب: صورتان متضادتان، ص ۹۴، مطبوعہ: عمان

[2] مزید تفصیل آگے " صحابہ کے بارے میں شیعہ کا موقف" میں آرہی ہے۔

اسی لئے تمام شیعہ یہاں تک کہ ان کے اعتدال پسند بھی صرف انہی روایات کو قابلِ استدلال سمجھتے ہیں جو ان تک اہل بیت کے واسطے سے پہنچتی ہوں، شیخ محمد حسین آل کاشف الغطاء (جو ان کے اعتدال پسندوں میں سے ہیں) لکھتے ہیں: "جہاں تک تعلق ہے ان روایات کا جو ابوہریرہؓ، سمرہ بن جندبؓ، مروان بن حکم، عمران بن حطان خارجیؒ، عمروبن العاصؓ اور ان جیسے لوگ روایت کرتے ہیں، شیعہ امامیہ کے نزدیک ان کی اہمیت و اعتبار پرِ کاہ کے برابر بھی نہیں ہے اور ان کا معاملہ اتنا معروف و مشہور ہے جس کو بیان کرنے کی ضرورت نہیں ہے"[3]۔

شیخ حسین بن عبدالصمد العاملی (متوفی ۹۸۴) نے اپنی کتاب "وصول الأخیار إلی أصول الأخبار" (جس کا شمار ان کے یہاں اصول حدیث کی معروف کتابوں میں ہوتا ہے) میں اس موضوع پر طویل بحث کی ہے جس کے بعد انہوں نے اہل سنت کی کتب حدیث کے بارے میں فیصلہ سناتے ہوئے یہ عمومی حکم بیان کیا ہے: **"عامۃ الناس[4] کی صحاح[5] سب کی سب اور ان کی تمام روایات غیر صحیح ہیں"**[6]۔

[3] دیکھیں: محمد حسین آل کاشف الغطاء کی کتاب: أصل الشیعہ وأصولها، ص: ۷۹، مطبوعہ: مؤسسۃ الأعلمی، بیروت

[4] عامہ الناس: اس سے شیعہ کے نزدیک اہل السنہ مراد ہوتے ہیں، یہ اہل السنہ کے بارے میں یہود کی ایجاد کردہ اصطلاح ہے جس کو شیعہ بھی اہل السنہ کے لئے استعمال کرتے ہیں۔

[5] صحاح کا اطلاق اہل السنہ کے ہاں صحیح بخاری و مسلم جیسی حدیث کی معتبر کتابوں پر ہوتا ہے۔

[6] وصول الأخیار ص ۹۴

خمینی نے اپنی کتاب ”کشف الاسرار“ میں واضح الفاظ میں یہ لکھا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ نے خود یہ حدیث گڑھی ہے کہ ”ہم انبیاء کا کوئی وارث نہیں ہوتا ہے ، ہمارا چھوڑا ہوا مال صدقہ ہے“۔ یہ بات انہوں نے اس سیاق میں نقل کی ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے قرآن کریم کی مخالفت کی ہے [1]۔ اسی طرح انہوں نے اپنی کتاب ”الحکومۃ الاسلامیہ“ میں جلیل القدر صحابی حضرت سمرہ بن جندبؓ کے بارے میں صراحت کے ساتھ لکھا ہے کہ وہ بھی حدیثیں گڑھا کرتے تھے [2]۔

یہ ہے سنت نبویہ ﷺ کے بارے میں شیعہ اور ان کے زعیم و قائد خمینی کی رائے ، جس کو رسول اللہ ﷺ سے ان کے متقی وپرہیز گار اور پاکباز صحابہؓ نے روایت کیا ہے، اور یہ بات علمائے حدیث کے ہاں معلوم اور مسلّم ہے کہ جس نے بھی کسی ایک صحیح حدیث کا ادب کا لحاظ کرتے ہوئے انکار کیا تو وہ فاسق ہوا، اور جس نے گستاخانہ انداز میں اس کا انکار کیا تو وہ کافر ہو گیا، یہی حکم اس شخص کا بھی ہے جو کسی متواتر حدیث کا انکار کرے۔

سابقہ تفصیل سے یہ بات واضح ہو گئی کہ خمینی اور شیعہ حضرات پوری سنت نبویہ کا انکار کرتے ہیں جو ہم تک صحیح سند کے ساتھ پہنچی ہے، اور اس میں ایک نہیں بہت سی صحیح احادیث کا انکار لازم آتا ہے ، جبکہ ان میں سے بعض احادیث تواتر کے درجہ تک پہنچتی ہیں، اور من جملہ جس سنت کے وہ منکر ہیں وہ ضمناً تواتر ہی کے حکم میں ہے، اس طرح سے وہ دین اسلام کی دوسری بنیاد یعنی سنت نبویہ کی پوری عمارت کو زمین بوس کر دیتے ہیں، وہ ثابت شدہ احادیث کے بجائے روایات گڑھنے والے اپنے ائمہ کذب کی روایات پر اعتماد کرتے ہیں جن کو کلینی اور ان کے دوسرے مؤلفین نے جمع کیا ہے، ہمیں یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ بعض شیعہ حضرات نے کلینی کے راویوں پر نقد کیا ہے اور ان میں سے ایک بڑی تعداد کے بارے میں بیان کیا ہے کہ وہ سب جھوٹے ہیں، یہ بذاتِ خود شیعہ حضرات کی شہادت ہے کہ ان میں سے بہت سے مصنفین کے ہاں اس طرح کی بہت سی روایات موجود ہیں، جہاں تک ہمارا (اہل سنت) کا تعلق ہے تو ہم ان کی روایات کو بنیادی طور پر قبول ہی نہیں کرتے ہیں، اس لئے کہ وہ عقیدہ کے اعتبار سے ہی انحراف کا شکار ہیں، اپنی خواہشات کی تکمیل کے لئے جھوٹ کو جائز قرار دیتے ہیں، یہ بات ثابت شدہ ہے کہ خمینی جو رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد صحابہ کے مرتد ہونے کے قائل ہیں اور ان پر احادیث گڑھنے کا الزام لگاتے ہیں اور امت کے قابلِ اعتماد ثقہ راویوں کو طعن و تشنیع کا نشانہ بناتے ہیں، وہ اپنی تحریروں اور کتابوں میں صرف اپنے ہی فرقے کی کتابوں سے استدلال کرتے ہیں، اور یہ معروف و مشہور مسئلہ ہے۔

---

[1] دیکھیں: کشف الأسرار، ص ۱۱۲

[2] دیکھیں: الحکومۃ الاسلامیہ ص: ۷۱

۴: صحابہؓ کے بارے میں شیعہ کا موقف:

سب جانتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد منافقین کا چند افراد پر مشتمل ٹولہ باقی بچا تھا اور ان سب کی رازدارانہ فہرست حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو رسولِ رحمت ﷺ نے دے دی تھی، تاکہ امت مسلمہ کے خلاف یہ منافقین کوئی سازش نہ کر سکیں جس کا ایک پہلو رسول ﷺ کے حوالے سے جھوٹی باتیں پھیلانا بھی ہو سکتا تھا، اسی لئے علمائے امت نے تمام صحابہؓ کو عادل قرار دیا ہے اور امت نے ہمیشہ سے تمام صحابہ کو احترام و تقدس کی نگاہ سے ہی دیکھا ہے جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کی صحبت، دین کی نصرت و مدد اور دین کی امانت کا بارِ گراں اٹھانے کے لئے منتخب فرمایا تھا، ان کے حق میں بذات خود اللہ تعالیٰ نے یہ گواہی دی ہے: "لقد رضي الله عن المؤمنين إذ يبايعونک تحت الشجرة"۔ (الفتح: ۱۸) ترجمہ: "اللہ مؤمنوں سے خوش ہو گیا جب وہ درخت کے نیچے تم سے بیعت کر رہے تھے"۔ مزید اللہ تعالیٰ ان کے بارے میں ارشاد فرماتا ہے: "وألزمهم كلمة التقوى" (الفتح: ۲۶) ترجمہ: "اور مؤمنوں کو تقوی کی بات کا پابند رکھا"۔

اہلِ سنت والجماعت کا عقیدہ ہے کہ صحابہ کرامؓ کے بارے میں زبان درازی کی جرأت کوئی گمراہ ہی کر سکتا ہے، کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: "ومثلهم في الانجيل كزرع أخرج شطئه فآزره فاستغلظ فاستوى على سوقه يعجب الزرّاع ليغيظ بهم الكفار" (الفتح: ۲۹) ترجمہ: "اور انجیل میں ان کی مثال یوں دی گئی ہے کہ گویا ایک کھیتی ہے جس نے پہلے کونپل نکالی پھر اس کو تقویت دی، پھر وہ گدرائی، پھر اپنے تنے پر کھڑی ہو گئی، کاشت کرنے والوں کو وہ خوش کرتی ہے تاکہ کفار ان کے پھلنے پھولنے پر جلیں"۔

بعض شیعہ حضرات نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں اپنے موقف کی وجہ سے کفر اختیار کیا ہے، ان پر خطرناک قسم کے الزامات لگائے ہیں، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ان کی براءت اور پاکیزگی کا اعلان فرمایا ہے، جبکہ بعض شیعہ صحابہؓ سے بغض رکھنے، ان کو فاسق و گمراہ قرار دینے پر ہی اکتفاء نہیں کرتے ہیں بلکہ اس سے آگے بڑھ کر صحابہ کے حق میں اعلانیہ گستاخی کرتے ہیں اور حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت ابو عبیدہ اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہم کو خاص طور پر طعن و تشنیع اور سب و شتم کا نشانہ بناتے ہیں۔

جب ان کی گستاخیوں سے عشرہ مبشرہ محفوظ نہیں ہیں تو پھر دیگر صحابہؓ کے بارے میں کیا کہا جا سکتا ہے؟ اور صحابہ کرامؓ کی مقدس و برگزیدہ شخصیات کی شان میں گستاخی کرنے کے بعد اس گستاخ کے اسلام کا کیا اعتبار باقی رہتا ہے؟ جب رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ کرام کی صحیح تربیت کرنے میں ناکام رہے تو دوسرے لوگوں کی تربیت کا پھر کیا حال ہوگا؟ "الکافی" کے مؤلف کلینی کی اس روایت کو پڑھئے جو ان کے نزدیک قابلِ اعتماد اور حضرت جعفر بن محمد الصادق کی جانب منسوب ہے جس میں واضح الفاظ میں لکھا ہے کہ

نبی کریم ﷺ کے بعد تمام لوگ سوائے تین صحابہ کے مرتد ہو گئے، میں نے پوچھا: وہ تین کون ہیں؟ کہا: مقداد بن اسودؓ، ابو ذر غفاریؓ اور سلمان فارسیؓ[1]۔

دوسری جگہ ایک اور روایت نقل کی ہے جس کو الباقر کی طرف منسوب کیا ہے جبکہ ان سے کسی نے شیخین[2] کے بارے میں دریافت کیا تھا تو کہا: "ان دونوں کے بارے میں مجھ سے کیا پوچھتے ہو؟ ہم میں سے جو بھی شخص دنیا سے گیا ان دونوں سے ناراض ہو کر گیا، ہم میں سے ہر بڑا چھوٹے کو ان کے بارے میں وصیت کرکے جاتا ہے، ان دونوں نے ہمارا حق سلب کرکے ہم پر ظلم کیا ہے، وہی دونوں سب سے پہلے ہماری گردنوں پر سوار ہو گئے، اللہ کی قسم! ہم اہل بیت کے خلاف کسی بھی مصیبت یا قضیے کی اگر بنیاد رکھی گئی تو وہی دونوں سب سے پہلے اس کی بنیاد رکھنے والے ہیں، ان دونوں پر اللہ کی، فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی لعنت ہے"[3]۔

الکشی اپنی کتاب "الرجال" میں لکھتے ہیں: "کمیت بن زید نے امام باقر سے شیخین کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے جواب دیا: اے کمیت بن زید! اسلام میں

[1] اِصول الکافی ۸۵/۳

[2] حضرت ابو بکر صدیقؓ اور حضرت عمرؓ

[3] اصول الکافی ۱۱۰/۳

جو بھی خونِ ناحق بہایا گیا، جو بھی مال ناحق طریقے سے کمایا گیا اور جو بھی بدکاری کی جائے، اس سب کا گناہ ہمارے امام کے خروج تک ان دونوں کے سر ہوگا"[4]۔

یہ مسئلہ ان کے متقدمین و متأخرین علماء اور ان کے قابلِ اعتماد محدثین کے ہاں معروف و مشہور ہے، جن میں خاص طور پر یہ لوگ قابل ذکر ہیں: ابن بابویہ القمی، شیخ الطائفہ کے لقب سے مشہور الطوسی، شیخ مفید، ابن طاؤوس، اِردبیلی، ابو الحسن القمی، محمد باقر المجلسی جو ان کے ہاں خاتمۃ المحدثین کے لقب سے معروف ہیں اور جن کی تعریف کرتے ہوئے خمینی نے اپنی کتاب "کشف الأسرار" میں کافی صفحات سیاہ کئے ہیں[5]۔

مجلسی نے اپنی کتابوں "زاد المعاد" "حق الیقین" اور "بحار الأنوار" میں حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت ابوعبیدہؓ، حضرت خالد بن ولیدؓ اور دیگر صحابہ کرام کے بارے میں ایسی من گھڑت اور جھوٹی کہانیاں بیان کی ہیں جن کو نقل کرنا ادب کے تقاضے کے پیش نظر ہمارے لئے بہت مشکل ہے۔

جہاں تک خمینی کا تعلق ہے جنہوں نے اپنے انقلاب کے آغاز میں ہی امت اسلامیہ کو متحد کرنے کا نعرہ لگایا تھا، تو ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ اس امت کی پاک طینت اور مقدس شخصیات کے بارے میں اس طرح کی گمراہ کن باتوں پر پردہ ڈال دیتے اور ان کو بیان کرنے والوں کے خلاف اعلانِ جنگ کرتے اور ان کتابوں کو ممنوع قرار دیتے جو صحابہ

[4] رجال الکشی، ص ۱۳۵

[5] "دیکھیں: کشف الأسرار ص: ۱۲۰

کرام کی طعن و تشنیع اور سب و شتم کے لئے ہی تالیف کی گئی ہیں، لیکن انہوں نے اس کے بجائے اس سلسلہ میں شیعوں کے خطرناک ترین منحرفانہ عقائد پر ہی اپنی پوری عمارت کھڑی کردی۔

خمینی نے اپنی کتاب ''کشف الاسرار'' میں دو الگ الگ عناوین قائم کئے ہیں:

ان میں ایک حضرت ابو بکرؓ کی مخالفتِ قرآن کے بارے میں ہے[1]۔

جبکہ دوسرا حضرت عمرؓ کی مخالفتِ قرآن کے بارے میں ہے[2]۔

ان دونوں فصلوں میں ان برگزیدہ ائمہ مسلمین کے بارے میں افتراء اندازی، جھوٹ اور حسد و عداوت پر مبنی ایسی من گھڑت باتیں ہیں جن کا بیان کرنا کسی ایسے شخص کے ذریعہ ناقابلِ تصور ہے جو علم و معرفت اور دین کا دعوی کرتا ہو، چنانچہ شیخین کے حق میں لکھا ہے: **''ہمیں یہاں شیخین سے کوئی مطلب نہیں ہے اور جو کچھ انہوں نے قرآن کی خلاف ورزیاں کی ہیں، احکامِ الٰہیہ کے ساتھ کھلواڑ کیا ہے اور اپنی طرف سے جو چیزیں حلال و حرام کی ہیں اور نبی کی صاحبزادی حضرت فاطمہؓ کے خلاف جو ظلم روا رکھا ہے، اس سے ہمیں کوئی سروکار نہیں ہے، لیکن ہم صرف یہ بتانا چاہتے ہیں کہ وہ دینی و الٰہی احکام**

[1] کشف الأسرار: ۱۱۴-۱۱۷

[2] کشف الأسرار ص ۱۲۰

کے بارے میں کتنے جاہل تھے۔۔۔ اس طرح کے جاہل، احمق، جھوٹے اور ظالم لوگ منصب امامت اور اولو الأمر میں شامل ہونے کے کسی طرح مستحق نہیں ہیں''[3]۔

اور سیدنا حضرت عمر بن خطابؓ کے بارے میں بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ **ان کے اعمال ''کفریہ، زندیقیت اور قرآن کریم میں مذکورہ آیات کی مخالفت پر مبنی ہیں''**[4]۔ بلکہ قرآن کریم میں امامت کا ذکر موجود نہ ہونے کا سبب بیان کرتے ہوئے اور اپنے عقیدہ کے اعتبار سے شیخین کے ذریعہ خلافت کو غصب کرنے کا خلاصہ بیان کرتے ہوئے لکھا ہے جس کے الفاظ یوں ہیں: ''گذشتہ تفصیل سے واضح ہو گیا کہ شیخین کی قرآن کریم کی مخالفت مسلمانوں کے نزدیک کوئی بہت زیادہ اہم چیز نہیں تھی اور مسلمان یا تو شیخین کے گروہ میں شامل اور ان کی تائید کرنے والے تھے یا پھر ان کے مخالف تھے اور ان لوگوں کے سامنے کچھ کہنے کی جرات نہیں کرتے تھے جنہوں نے رسول ﷺ کے بارے میں اور آپ ﷺ کی صاحبزادی کے بارے میں اس طرح کے تصرفات کئے، یہاں تک کہ ان میں سے کوئی بھی کوئی بات کہتا تھا تو اس کے کلام کا کوئی اعتبار نہیں ہوتا تھا۔

[3] کشف الأسرار ص ۱۰۷-۱۰۸

[4] کشف الأسرار ص ۱۱۶

اور خلاصہ کلام یہ ہے کہ: اگران امور کاقرآن کریم میں صریح ذکر بھی ہوتا تو یہ لوگ پھر بھی اپنے اس رویہ سے باز نہیں رہتے اور منصب کو چھوڑنے کے لئے تیار نہیں ہوتے[1]"۔

اگرچہ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ خمینی نے اپنی کتاب "الحکومۃ الاسلامیہ" جب لکھی تو اس میں کافی حد تک تقیہ اور مدارات سے کام لینے کی کوشش کی، اس لئے کہ یہ ان کے لئے اور ان کے پیروکاروں کے لئے ایک انقلابی پروگرام کی حیثیت سے تحریر کی گئی تھی لیکن اس کے باوجود یہ بھی ایک واضح حقیقت ہے کہ انہوں نے شیخین (حضرت ابو بکرؓ و حضرت عمرؓ) اور حضرت عثمان بن عفانؓ کے ناموں کا تذکرہ نہ کرنے کی ہر ممکن کوشش کی ہے کہیں بھی ان برگزیدہ شخصیات کا تذکرہ نہیں ملتا ہے، جب بھی کہیں تاریخی تسلسل کو بیان کرنے کی ضروت پڑی ہے تو رسول ﷺ کے تذکرہ کے بعد فوراً حضرت علیؓ ہی کا ذکر کیا ہے[2]۔

البتہ ان کے عقیدے سے بالکل واضح ہے جس کے بعض نصوص و دلائل کو ان کی کتاب "الحکومۃ الاسلامیہ" سے نقل کر رہے ہیں اور جن کا خلاصہ یہ ہے کہ رسول

---

[1] کشف الاسرار، ص ۱۱۷، ہم نے پہلے بہت سے علماء کے ان اقوال کو نقل کیا ہے جن میں خاص طور پر محمد ابراہیم شقرہ نے اپنی کتاب "شھادۃ خمینی فی اِصحاب رسول ﷺ" (مطبوعہ دار عمار، عمان/اردن) میں اور مولانا محمد منظور نعمانیؒ نے اپنی کتاب "الثورۃ الایرانیہ فی میزان الاسلام" (مطبوعہ: دار عمار عمان/ اردن) میں اس طرح کے اقوال نقل کئے ہیں۔

[2] دیکھیں: الحکومۃ الاسلامیہ، ص ۱۷،۲۶

اکرم ﷺ نے حضرت علیؓ کو ہی اپنے بعد وصی اور خلیفہ کی حیثیت سے متعین فرمایا تھا، اور اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ صحابہ کرام نے رسول اکرم ﷺ کے حکم کی نافرمانی اور مخالفت کی اور خلافت کو غصب کرکے ان کے بجائے حضرت ابو بکرؓ کو متعین کر دیا۔

خمینی لکھتے ہیں: "ہم ولایت پر اعتقاد رکھتے ہیں اور لازمی طور پر یہ عقیدہ بھی رکھتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ اپنے بعد کسی کو خلیفہ متعین فرماتے اور آپ ﷺ نے بالفعل ایسا کیا"[3]۔

اس کے بعد لکھتے ہیں: "آپ ﷺ کا اپنے بعد خلیفہ کو متعین کرنا رسالت کی تکمیل اور منصبِ رسالت کا تقاضا تھا[4]"۔اسکے بعد وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "اس کی اہمیت اس قدر تھی کہ اگر رسول ﷺ نے اپنے بعد خلیفہ متعین نہ کیا ہوتا تو آپ کو رسالت کی تبلیغ میں کوتاہ سمجھا جاتا"[5]۔

یہی وہ انحراف ہے جس کی وجہ سے ایک انسان دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتاہے، اس طرح کے لوگ خود بھی گمراہی کا شکار ہوئے اور دوسروں کی گمراہی کا بھی باعث بنے اور برابر اہل کتاب کی ان صفات ذمیمہ میں شریک رہے جن سے اللہ تعالیٰ نے ان کو اس طرح روکا تھا: "قل يآهل الكتاب لا تغلوا في دينكم غير الحق ولا تتبعوا أهواء

---

[3] دیکھیں: الحکومۃ الاسلامیہ ص ۱۸

[4] الحکومۃ الاسلامیہ ص ۱۹

[5] الحکومۃ الاسلامیۃ ص ۲۳

قوم قد ضلّوا من قبل وأضلوا كثيراً وضلوا عن سواء السبيل" (المائدہ : ۷۷) ترجمہ : "کہو اے اہل کتاب ! اپنے دین میں ناحق غلو نہ کرو اور نہ ان لوگوں کے تخیلات کی پیروی کرو جو تم سے پہلے گمراہ ہوئے اور بہتوں کو گمراہ کیا، اور 'سواء السبیل' سے بھٹک گئے"۔

۵۔ رسول اللہ ﷺ کی شان میں تنقیص اور گستاخی

کتبِ شیعہ ہمیشہ سے رسول ﷺ کی شان میں گستاخیوں اور تنقیص سے بھری رہی ہیں، چاہے یہ گستاخیاں ازواج مطہرات پر طعن و تشنیع کی شکل میں ہوں یا آپ ﷺ کے برگزیدہ صحابہ کرام کے حق میں گستاخیاں کرکے یا پھر آپ ﷺ کی رسالت کے کام پر تنقید و تنقیص کے ذریعہ ، اور جب خمینی آئے تو انہوں نے اس پر مزید یہ اضافہ کر دیا کہ رسول ﷺ کے مقام و منصب کی بھی تنقیص کی اور کہا کہ آپ ﷺ نے الٰہی عدل وانصاف کو پورا نہیں کیا، حالانکہ اللہ تعالیٰ خود ارشاد فرماتا ہے: "إنا أنزلنا إليك الكتاب بالحق لتحكم بين الناس بما أراك الله" (النساء: ۱۰۵) ترجمہ: "اے نبی! ہم نے یہ کتاب حق کے ساتھ تمہاری طرف نازل کی ہے تاکہ جو راہِ راست اللہ نے تمہیں دکھائی ہے اس کے مطابق لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو"۔

لہٰذا رسول ﷺ نے الٰہی عدل وانصاف کو پورا کرکے دکھایا جس میں نہ کوئی کوتاہی کی اور نہ ہی اس سے زیادہ کچھ ممکن تھا اور آپ ﷺ کے بعد جس نے بھی انصاف کی راہ اپنائی تو آپ ہی کی اقتداء اور پیروی کرتے ہوئے ایسا کیا، لیکن اس کے باوجود خمینی نے رسول ﷺ کی شان میں اپنے ایک بیان میں تنقیص کی ہے جس کو لندن کے انگریزی جریدے 'ایمپیکٹ انٹرنیشنل' نے اور لاہور پاکستان کے اردو جریدے 'ایشیاء' نے شائع کیا[1]، یہ دونوں جریدے خمینی کی تائید میں لکھا کرتے تھے لیکن اس موقف کی وجہ سے یہ دونوں جریدے بھی ان کے مخالف ہو گئے اور ایک تردیدی مضمون لکھ کر دونوں نے اس کو شائع کیا جس کا عنوان تھا: "یہ اسلام اور اسلامی تاریخ کی نفی ہے"۔

۶۔ اجماع کی مخالفت

قرآن کریم میں صراحت کے ساتھ یہ نص موجود ہے کہ اجماع ایک شرعی حجت اور دلیل ہے ، ارشاد باری تعالیٰ ہے: "ويتبع غير سبيل المؤمنين نوله ما تولى ونصله جهنم وساءت مصيرا" (النساء : ۱۱۵) ترجمہ :"جو شخص اہل ایمان کے راستے کے سوا کسی اور راستے پر چلے تو اس کو ہم اسی طرف چلائیں گے جدھر وہ خود پھر گیا اور اسے جہنم میں جھونکیں گے جو بدترین جائے قرار ہے"۔

جبکہ بعض شیعہ اجماع کا کوئی اعتبار نہیں کرتے ہیں، یہی حال خمینی کا بھی ہے، اجماع کی مخالفت کی ان کی سب سے بُری اور خطرناک مثال ان کے ہاں نکاح متعہ کے جواز کی ہے جو خمینی کے زمانہ میں اور آج تک ایران میں مروج ہے ، حالانکہ متعہ کی حرمت پر اجماع منعقد ہونے کے بعد اب نکاح متعہ کی حیثیت صریح زنا کی سی ہے ، اور اس کی

---

[1] دیکھیں : ایمپکٹ ، لندن شمارہ بتاریخ ۲۴، ۸، ۱۹۸۴ء ایشیاء، شمارہ بتاریخ ذی الحجہ ۱۴۰۴ھ ، مطابق ۲۳، ستمبر ۱۹۸۴

حرمت کے قائل بذات خود حضرت علی بن ابی طالبؓ بھی ہیں، یہ بات درست ہے کہ نکاح متعہ ابتدائی دور میں حرام نہیں قرار دیا گیا تھا لیکن رسول اکرم ﷺ کے بارے میں یہ بات ثابت شدہ ہے کہ آپ نے اس کو بعد میں حرام قرار دیا تھا اور پھر پوری امت کا بھی اس پر اجماع ہوا، نکاح متعہ خاندانی نظام کو منتشر کر دیتا ہے، اور اسلام کے عظیم مقاصد میں سے یہ ہے کہ عزت وآبرو اور نسب کی حفاظت کی جائے اور اولاد کی اس طور پر تربیت کی جائے کہ وہ ایک خاندانی ماحول میں پرورش پا سکیں، نکاح متعہ ان تمام مقاصد کو زمین بوس کر دیتا ہے اور شیعہ نکاح متعہ کو جواز فراہم کرکے ان تمام مقاصد کو پامال کر دیتے ہیں اور خمینی کا موقف مزید اس کی حوصلہ افزائی کرتا ہے، یہ اس بات کی دلیل کے لئے کافی ہے کہ وہ اجماع کو شرعی حجت کی حیثیت سے بالکل تسلیم نہیں کرتے ہیں اور یہ ایک خطرناک معاملہ ہے، وہ عقیدہ، عبادت، روزہ، حج اور اس کے علاوہ بہت سے شعائر اسلام اور مناہج حیات کے بہت سے امور میں اجماع کی مخالفت کرتے ہیں اور خمینی نے ان تمام امور میں ان کی تائید کی ہے بلکہ اپنے دستور کی بنیاد اسی پر رکھی ہے کیونکہ انہوں نے اثنا عشریہ مذہب کو ہی ہمیشہ کے لئے صحیح مذہب کی حیثیت سے تسلیم کیا ہے اور اپنے دستور میں اس سلسلہ کی دفعہ ۱۲ / کو ناقابل تبدیل وناقابل بحث دفعہ قرار دیا ہے۔

۷۔ اہل سنت والجماعت کے بارے میں شیعہ کا موقف:

شیعہ اثنا عشریہ ہر اس شخص کو جو ائمہ اور ان کی عصمت پر ایمان نہیں رکھتا ہو، ناصبی قرار دیتے ہیں جس پر جنت حرام ہو جاتی ہے اور وہ جہنم میں داخلے کا مستحق ہوگا، ان کا مشہور و معروف اصول ہے جس کو انہوں نے اپنی کتابوں میں بار بار دہرایا ہے اور خمینی نے بھی اس پر اپنے بہت سے مسائل کی بنیاد رکھی ہے کہ: ''اہل سنت والجماعت کی مخالفت ضروری ہے''۔

یہ صحیح ہے کہ یہ اصول اگرچہ کتاب وسنت کی اتباع کی ضرورت کے سیاق میں بیان کیا گیا ہے، لیکن کتاب (قرآن) سے کون سی کتاب مراد ہے جبکہ وہ ان کے نزدیک محرف اور تبدیل شدہ ہے اور سنت سے کیا مراد ہے؟ جبکہ ان کے نزدیک صرف وہی سنت قابلِ اعتماد و قابلِ اعتبار ہے جو شیعہ راویوں کے ذریعہ منقول ہو، خمینی اپنی کتاب ''التعادل والترجیح'' میں عامۃ الناس (یعنی اہل سنت والجماعت) کی مخالفت کرنے کے سلسلہ میں وارد شدہ روایات کا جائزہ لیتے ہوئے لکھتے ہیں: ''وہ روایات دو طرح کی ہیں: ان میں سے ایک قسم متعارض روایات کی ہے، دوسری قسم وہ ہے جن سے ان کی مخالفت کرنا اور ان کے موافق روایات کو مطلقاً ترک کرنا لازمی معلوم ہوتا ہے''[1]۔

---

[1] التعادل والترجیح ص ۸۰۔۸۱، یہ کتاب اصلاً عربی میں ہے، طهران سے شائع ہوئی ہے۔

خمینی نے اہل سنت والجماعت کی مخالفت واجب ہونے کے سلسلہ میں اہل بیت کی جانب منسوب متعارض روایات کا ایک مجموعہ نقل کیا ہے اور اس کے بعد ان روایات کو ترجیح دی ہے جو اہل سنت والجماعت کے موقف کے مخالف ہوں، بعض میں یہ توجیہ بھی کی ہے کہ کسی امام نے تقیہ کے طور پر کبھی کچھ ظاہر کیا اور یہی پھر اس کے شاگردوں میں معروف ہو گیا، بلکہ فقہ کے تمام ابواب میں اور فقہاء کے یہاں یہ دلیل سب سے زیادہ عام، متداول اور قابلِ ترجیح ہے، خمینی نے اس مسئلہ سے متعلق خلاصہ بیان کرتے ہوئے اپنی اس فقہی بحث کو اس قول کے ذریعہ مکمل کیا ہے: ”شروع بحث سے لیکر یہاں تک کے تمام مباحث سے یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ قابلِ ترجیح پہلو کا انحصار دو امور پر ہے: ۱۔ کتاب وسنت کی موافقت ۲۔ عامۃ الناس (اہل سنت والجماعت) کی مخالفت“[1]۔

اس امت کے نوجوانوں کو اہل سنت والجماعت کے بارے میں خمینی کی آراء سے اچھی طرح واقف ہونا چاہئے، اور ان کی اور ان کے پیروکاروں کی دھوکہ دہی کو اچھی طرح سمجھ لینا چاہیے، وہ تو صرف گمراہی کے داعی ہیں جو جہنم تک لے جانے والی ہے جبکہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے: ”واتبع سبيل من أناب إلي“ (لقمان: ۱۵) ترجمہ: ”اس شخص کے راستے کی پیروی کر جس نے میری طرف رجوع کیا“۔

یہ لوگ اپنے پیروکاروں کو امام شافعیؒ، امام مالکؒ، امام احمد بن حنبلؒ، امام ابو حنیفہؒ، امام ثوریؒ، امام اوزاعیؒ اور اس طرح کے جلیل القدر ائمۂ اجتہاد کے فتووں کی

[1] التعادل والترجیح، ص ۸۲

مخالفت کرنے کا وجوبی حکم دیتے ہیں، بلکہ اپنے پیروکاروں کو علمائے اہل سنت والجماعت کے ہر عالم کی مخالفت کرنے کا حکم دیتے ہیں اور اس کو اپنے مذہب اور منزلِ مقصود کی صحت کی علامت سمجھتے ہیں، اہل سنت والجماعت کے بارے میں وہ یہی سمجھتے ہیں کہ ان کے ساتھ یہود و نصاریٰ کا سا معاملہ کیا جائے کہ ایسے مسائل میں ان کی مخالفت کی جائے جہاں کتاب وسنت اور اجماع کی کوئی دلیل موجود نہ ہو!۔

۸۔ حضرت فاطمۃ الزہراءؓ کے بارے میں شیعہ کا غلو

حضرت فاطمۃ الزہراء (رضی اللہ عنہا) سے ہم جس طرح محبت کرتے ہیں یہ ہمارے نزدیک ان کے والد نامدار، ان کے شوہر اور ان کی اولاد سے محبت کا ایک لازمی حصہ ہے، لہٰذا ہم ان سے انتہائی محبت بھی کرتے ہیں اور ان کا احترام بھی کرتے ہیں، اس میں کسی طرح کا تعجب نہیں ہونا چاہئے، لیکن قابلِ تعجب بات یہ ہے کہ حضرت فاطمہؓ کی جانب ایسی باتیں منسوب کی جائیں جن سے آپؓ کا دور کا بھی واسطہ نہیں ہے، یا پھر ان کو ان کے مقام سے کہیں بلند مقام دیا جائے، کتبِ شیعہ میں اس بات کی صراحت موجود ہے کہ اپنے والد کے بعد حضرت فاطمہؓ پر وحی کا نزول ہوتا تھا اور خمینی نے تو آپؓ کو انبیاء (علیہم الصلاۃ والسلام) کے مقام سے کہیں بلند مقام دیا ہے، ۲،۳،۱۹۸۶ بروز اتوار ’جماران امام باڑہ‘ میں ’یومِ خواتین‘ مناتے ہوئے انہوں نے ایک تقریر کی، اور یہ دن حضرت فاطمہ الزہراءؓ کا یومِ ولادت بھی ہے، اپنی تقریر میں وہ روایت نقل کی جو

کلینی کی ''الکافی'' میں ہے، جس کے الفاظ یہ ہیں: ''حضرت فاطمۃالزھراءؓ اپنے والد کی وفات کے بعد پچھتر (۷۵) روز تک حیات رہیں جو انہوں نے نہایت ہی حزن و غم اور پریشانی کی حالت میں گزارے اور جبریل امین آپؓ کے پاس آتے اور آپ کی تعزیت کرتے اور مستقبل میں پیش آنے والے مسائل کے بارے میں مطلع کرتے''۔

اپنی تقریر میں اس روایت کو نقل کرنے کے بعد اس پر تبصرہ کرتے ہوئے خمینی صاحب نے کہا: ''روایت سے واضح ہوتا ہے کہ ۷۵، ایام کے دوران حضرت جبریلؑ آپؓ کے پاس بار بار آتے تھے، ہمارے علم کے مطابق اس طرح کی روایات انبیائے عظام کے علاوہ اور کسی کے حق میں نہیں آئی ہیں، اور حضرت علیؓ ان تمام امور کو تحریر فرماتے جو حضرت فاطمہؓ کے پاس حضرت جبریلؑ کے ذریعہ پہنچ رہے تھے، اس بات کا بھی احتمال ہے کہ ایران سے متعلق بہت سے مسائل بھی ان کو بتا دئے گئے ہوں۔۔۔!! یعنی حضرت علیؓ جس طرح کاتبِ وحی رسول ﷺ تھے اسی طرح کاتبِ وحی فاطمہؓ بھی تھے، لہٰذا جبریل امین کا کسی بھی شخص کے پاس آنا کوئی آسان اور معمولی معاملہ نہیں ہے، حضرت جبریلؑ کا کسی بھی شخص کے پاس آنا ایسے ممکن نہیں ہے، اس لئے کہ اس شخص کی روح جس کے پاس جبریل امین آرہے ہیں، اس کے درمیان اور جبریل امین کی روح اعظم کے درمیان تناسب ضروری ہے، اور یہ تناسب حضرت جبریلؑ اور رسول اکرم ﷺ، حضرت عیسیٰؑ، حضرت موسیٰؑ، حضرت ابراہیمؑ اور اس طرح کے برگزیدہ انبیاء کے درمیان موجود تھا، ان کے علاوہ حضرت جبرئیلؑ کا کسی اور پر نزول نہیں ہوا ہے، یہاں تک کہ مجھے اس طرح کی کوئی روایت نہیں ملی جس سے اس بات کا اشارہ ملتا ہو کہ حضرت جبریل کا نزول ائمہ پر ہوتا تھا۔۔ لہٰذا نبی کے بعد یہ مقام حضرت فاطمۃ الزھراء علیہا السلام کے علاوہ اور کسی کو نصیب نہیں ہوا، اور یہ وہ فضائل ہیں جو حضرت فاطمۃالزہراء صدیقہؓ کے ساتھ مخصوص ہیں''۔

بلا شبہ اس طرح کے اقوال کے ذریعہ انسان تمام مذاہب ومسالک کے مسلمانوں کے اجماع واتفاق کے مطابق دین سے خارج ہو جاتا ہے۔

یہ شیعہ اثنا عشریہ اور خمینی کے بعض عقائد کا سرسری تذکرہ تھا، ان کو ہم نے نہایت اختصار کے ساتھ بیان کیا ہے، کتب شیعہ اور خمینی صاحب کی کتابوں میں انحرافات وگمراہ کن ایسی مزید بہت سی چیزیں ہیں جو آپ کو ورطہ حیرت میں ڈال دیں گی، بہت سے لوگوں نے پہلے بھی اور بعد میں بھی اثنا عشریہ مذہب کے بارے میں تفصیل سے لکھا ہے، اس طرح کے انحرافات کی تعداد ان کی کتابوں میں بہت زیادہ ہے اور عجیب وغریب بھی، اور جو شخص اہل سنت والجماعت کے عقائد سے واقف ہو، ان کی صحت ودرستگی اور پاکیزگی کو جانتا ہو، ان کے فقہی مسائل پر اس کی نظر ہو اور تحقیق اور جرح وتعدیل میں ان کے اسلوب وطریقے کو جانتا ہو، وہ اس طرح کے شیعی انحرافات اور عجائب وغرائب کو برداشت نہیں کرسکتا ہے، لیکن اس کے باوجود اہل سنت والجماعت کے بعض نوجوان ان

کے دھوکہ میں آتے ہیں، اس لئے کہ یہ نوجوان بے کار اور فارغ ہوتے ہیں جس کا یہ دھوکہ باز فائدہ اٹھاتے ہیں، اس لئے انہوں نے ان کے سامنے خمینیت کو اس شکل میں پیش کرنے کی کوشش کی جیسے کہ یہی اصل دین اور انقلاب کی نمائندہ تحریک ہے، حالانکہ یہ اصلاً صحیح اسلام کا قبرستان ہے اور اسلام اور اہلِ اسلام کو دفن کرنے کی سوچی سمجھی سازش ہے، لہٰذا اے امت مسلمہ کے نوجوانو! ہوشیار ہو جاؤ!۔

دوسرا باب

خمینیت کے منحرفانہ نظریات

سلطان عبدالحمید نے اپنی ڈائری میں لکھا ہے کہ: صفویوں اور عثمانیوں کے مابین باہمی کشمکش کبھی بھی امتِ مسلمہ کے مفاد میں نہیں رہی ہے بلکہ اس کا فائدہ کفر اور اہلِ کفر کو پہنچا، ہم امید کرتے تھے کہ شیعہ سنی حضرات اس حقیقت کو سمجھ لیتے جس کے بعد روز بروز سنی شیعہ دنیا میں جنگوں کا بازار گرم نہ ہوتا، لیکن خمینی نے اس کشیدگی اور جنگی ماحول کو فرض اور ضروری قرار دیا جس کے نتیجہ میں اسلامی بیداری کی تحریک سے دستبرداری، کفر اور اہل کفر کے ساتھ ہمنوائی، عالمِ اسلامی کی ترقی میں رکاوٹ اور اس کے رخ کی تبدیلی عمل میں آئی۔

تاریخ نے بہت سے ایسے واقعات کو محفوظ کر رکھا ہے جن میں بعض شیعہ حضرات کے جذبات و احساسات اور دوستیاں مسلمانوں کے بر خلاف اہلِ کفر کے ساتھ تھیں، بلکہ جذبات و احساسات کے ساتھ ساتھ عملی طور پر بھی وہ ان کے ساتھ شریک

تھے، انہی شیعہ نے جزیرۃ العرب کے شرق میں یعربی سلطنت کے خاتمہ کے لئے ہالینڈ کے لوگوں کا ساتھ دیا۔

ادھر نصیر الدین طوسی نے ہلاکو کو خلافتِ عباسیہ کے خاتمہ کے لئے تیار کیا۔

دوسری طرف ابن العلقمی اپنے خلیفہ کے ساتھ خیانت کرتا ہے اور عباسی سلطنت کے خاتمہ کے لئے تاتاریوں کا ساتھ دیتا ہے۔

اور حشاشی، صلاح الدین ایوبیؒ کو قتل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

اس کے علاوہ کتنی مرتبہ یہ بات دیکھنے میں آئی جبکہ بعض اہلِ تشیع کے جذبات اسلام اور مسلمانوں کے بر خلاف کفر اور اہل کفر کے ساتھ تھے، ہماری تمنا یہ تھی کہ اب یہ چیز دوبارہ نہ پیش آتی، لیکن خمینیت اور اس کے پیروکاروں کے ذریعہ دوبارہ یہ چیز پھر ظہور پذیر ہوئی، اگرچہ عربوں سے محبت ہر مسلمان کی فطرت میں داخل ہے لیکن بہت سے فارسی شیعہ ہر مسلمان اور ہر عربی کے خلاف دشمنانہ قومیت کے داعی اور محافظ ہیں، ہم امید کرتے تھے کہ اب قومیت کا بیج ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے گا مگر خمینی نے ازسرنو اس کا پودا لگایا اور اس طرح خمینیت منحرفانہ عقائد اور گمراہ کن نظریات کی آماجگاہ بن گئی جس نے اہل تشیع کے اندر منحرفانہ عقائد اور گمراہ کن نظریات کو پھر زندہ کر دیا اور یہ سب کچھ اسلام اور مسلمانوں کے لئے نقصان دہ چیز ہے، اس طرح سے خمینی نظریات پوری امت کے لئے مہلک خطرہ بن گئے، اہل فکر واصحاب رائے کے لئے ان پر، ان کے ناپاک مقاصد پر اور سازشی طریقوں پر خاموش رہنا جائز نہیں ہے، مختلف و متنوع مسائل میں خمینیت کے منحرفانہ نظریات پائے جاتے ہیں، اس لئے ان کی نشاندہی کرنا اور ان کے بارے میں متنبہ کرنا نہایت ضروری ہے، ان میں سے خطرناک ترین نظریات مندرجہ ذیل سطور میں بیان کئے جا رہے ہیں:

ا۔ عالم اسلامی پر کنٹرول حاصل کرنے اور اس کو شیعیت کے رنگ میں رنگنے کی کوشش:

جو کچھ ترکی، لبنان، شام اور سندھ میں ہو رہا ہے۔

اور عراق وایران جنگ، اس کے لئے خطرناک پروپیگنڈہ مہم اور خمینیت کے ذریعہ اس پر صرف کی جانے والی بے تحاشہ دولت،،، یہ سب کچھ صرف اور صرف امت اسلامیہ پر شیعی منحرفانہ نظریات کو ٹھونسنے کی تمہید ہے۔

دیکھئے 'الامل تحریک' اور 'حزب اللہ' دونوں شامی (بشار) حکومت کے تعاون سے لبنان میں فلسطینیوں کے خاتمہ کے لئے ایڑھی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں۔

'الاَمل' تحریک شامی (بشار) حکومت کے تعاون سے بیروت میں سنی وجود کو مٹانے کے درپے ہے، ادھر طرابلس میں نصیری (شیعہ) شامی (بشار) حکومت کے تعاون سے طرابلس میں سنیوں کی عزت و شوکت کا صفایا کرنے میں کوشاں ہیں۔

دوسری طرف شام اپنی باطنی حکومت کے ذریعہ ترکی میں اہلِ سنت کے اقتدار کو ختم کرنے کی ہر ممکن کوشش کر رہی ہے اور وہاں کی اپوزیشن کو ہر ممکن مدد فراہم کرنے کے علاوہ وہاں کی انتہا پسند جماعتوں میں نصیری اثر و نفوذ پیدا کرنے کے لئے کوشاں ہے۔ شامی (بشار) حکومت اور ایران ایک دوسرے کے تعاون کے لئے ہر طرح کے باہمی معاہدے کئے ہوئے ہیں۔

ادھر سندھ میں شیعہ بعض جماعتوں کا سہارا لیکر پاکستان کے امن واستحکام کو پارہ پارہ کر رہے ہیں۔ ایران عراق جنگ میں اگر عراق کا سقوط ہو جاتا ہے تو ایرانی شیعی اثرات خلیج کے ہر ملک بلکہ جزیرۃ العرب کے ہر حصہ میں پھیل جائیں گے، تاکہ اس کے ذریعہ ایک ایسی سلطنت کی بنیاد رکھ دی جائے جو عالم اسلامی پر کنٹرول پر قادر ہو، جو سندھ سے لیکر ایران تک، عراق وشام، لبنان، جزیرۃ العرب اور ترکی تک پھیلی ہوئی ہو، (قذافی کا) لیبیا بھی افریقی تعاون سے اس سلطنت کی تشکیل کے لئے تیار تھا، تاکہ ایران اور اس کے تمام ہمنوا لوگ اور حکومتیں اور اسرائیل دیگر عالمی طاقتوں کے ساتھ ملکر اسلامی شعائر کو مٹانے کے لئے کمربستہ ہو جائیں، اسی لئے عراق ایران جنگ کے حوالے سے ہمارا ایک خاص موقف تھا جس کا بنیادی مقصد اس جنگ کو روکنا تھا، اس لئے کہ جنگ بندی کے نتیجہ میں ہی امت مسلمہ پر خطرناک کنڑول حاصل کرنے کی مجنونانہ خمینی سازشوں پر بندھ باندھا جاسکتا تھا۔

۲۔ خطرناک اسٹریٹیجک معاہدے:

خمینی مقاصد کی تکمیل کے لئے ضروری تھا کہ دیگر حکومتوں کے ساتھ معاہدے کئے جاتے، بہت سے اسلام مخالف حلقوں کو بھی اس کا احساس ہو چلا کہ ان کے لئے ضروری ہے کہ وہ خمینی مقاصد کی حفاظت اور ان کے ساتھ تعاون کریں کیونکہ اس تعاون کے نتیجہ میں ان کے مشترکہ مقاصد کی تکمیل ہو رہی تھی، جن مشترکہ مقاصد پر ہم آئندہ سطور میں روشنی ڈالیں گے، اسی لئے ہم نے دیکھا کہ **ایران اور لیبیا (قذافی) کے مابین، ایران اور شام (بشار) کے مابین، الاَمل تحریک سے ایک طرف اور دوسری طرف اسرائیل کے ساتھ ایرانی اشتراک اور معاہدے عمل میں آئے، ایران اور مغرب کے درمیان بھی معاہدے ہوئے،** سویت یونین کے بہت سے وفود ایران، اور بارہا ایرانی وفود سویت یونین آتے جاتے رہے، یہ سب کچھ خمینی کی ان تمام تصریحات اور بیانات کے برخلاف تھا جن کا انہوں نے آغاز میں اعلان کیا تھا، لیکن امت مسلمہ پر کنٹرول حاصل کرنے کے مقاصد ان کے اس تضاد کا باعث بنے جس نے ان کی اصل مصداقیت ہی داؤ پر لگا دی اگرچہ اس کا فائدہ براہِ راست ہر اس گروہ کو ہی ملا جو اسلام اور مسلمانوں کا دشمن ہے۔

۳۔امتِ مسلمہ کی جان ومال کا ضیاع:

خمینی انقلاب سے پہلے امتِ مسلمہ کی مالی اور اقتصادی پوزیشن ایسی تھی کہ اس کی بنیاد پر دنیا پر اقتصادی کنڑول حاصل کیا جا سکتا تھا اور امت مسلمہ اپنے آپ کو مزید مستحکم کر سکتی تھی، اور پوری امت کی نگاہیں اس اعتبار سے خلیجی ممالک کی جانب لگی ہوئی تھیں لیکن خمینی نے سب سے پہلے عراق کے امن کو پارہ پارہ کرنے کا اقدام کیا جو ایک وسیع جنگ کی تمہید تھی، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ خلیجی ممالک کی پوری دولت انہی جنگوں میں ضائع ہوتی رہی اور امت مسلمہ کی اقتصادی صلاحیتیں اسی میں کام آگئیں اور وہ ان کو صحیح مقاصد کے لئے استعمال نہیں کر پائی، اس طرح خمینی نے امت مسلمہ سے اس کی دولت سلب کرنے اور اس کو ضائع کرنے میں غیر اسلامی دنیا کی معاونت کی، کیونکہ ایران عراق جنگ ختم ہونے کی صورت میں غیر اسلامی ممالک ہی عراق و ایران میں باز آبادکاری کرتے، اس طرح سے اس کشمکش کا اصل فائدہ حالتِ جنگ میں بھی اور جنگ ختم ہونے کے بعد بھی اسلام مخالف طاقتوں کو حاصل ہوا، اور یہ سب کچھ خمینی کی اس غلط سیاست کی وجہ سے ہوا جس کا مقصد دنیا پر کنٹرول حاصل کرنا ہے۔

۴۔اسلامی بیداری کی تحریک کا زوال

خمینی کے ظہور سے پہلے عالم اسلامی میں اسلامی بیداری کی تحریک زوروں پر تھی اور دنیا کی دیگر اقوام بھی صاف وشفاف اسلام کے کلمہ کو سننے لگی تھیں لیکن خمینی انقلاب سرزمین اسلام پر اسلام کی عملی شکل کا بدترین نمونہ ثابت ہوا جس نے دنیا کے سامنے اسلام کی غیر حقیقی اور نا معقول صورت پیش کی اور ان کو عجیب و غریب اسلام کی طرف بلایا جس کے چند نمونے ہم پہلی فصل میں دیکھ چکے ہیں، امت مسلمہ میں بیداری کی تحریک پر اس کے بُرے اثرات مرتب ہوئے حالانکہ اس وقت غیر مسلم بھی کلمہ حق کو سننے کے لئے تیار ہو چکے تھے، لیکن خمینیت کے ذریعہ اسلامی بیداری کی یہ تحریک سخت متأثر ہوئی اور عالمِ جدید کے تئیں داعیان اسلام کی تمام امیدوں پر پانی پھر گیا، جب کہ مصلحین ومجددین کی کوششیں ثمر آور ہو رہی تھیں خمینی نے فطرتِ انسانی کو ہلا کر رکھ دیا اور اس کو شکوک و شبہات کا شکار بنا دیا، اس لئے کہ اس نے اس فطرت کو نا معقول اور نا قابل قبول طریقہ سے مخاطب کیا، اس نے مذہبیت وعصبیت کو اپنے دستور کی دفعات میں شامل کیا اور اس کو نافذ کرکے سنی اقلیت کو معمولی انسانی حقوق سے بھی محروم کر دیا، اگر آپ کو یہ معلوم ہے کہ پورے طہران میں اہل سنت والجماعت کی ایک بھی مسجد نہیں ہے، تو اس سے آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ عملی طور پر ان کے ہاں کتنی تنگ ظرفی پائی جاتی ہے، جہاں پر ہم مذہب لوگوں کو مسجدوں کے قیام تک کی اجازت سے محروم رکھا جاتا ہو

تو پھر غیر مسلموں کا کیا حال ہو گا اس کا اندازہ کرنا مشکل نہیں ! اسلام کی یہی تصویر پوری دنیا تک پہنچی۔

اگر آپ کو یہ معلوم ہے کہ خمینیت نے صفویت کے اسی طرزِ عمل کی تجدید کی جو مدِ مقابل فوج میں نا بالغ بچوں تک کو تہہ تیغ کرنے میں فخر محسوس کرتی تھی تو اسی سے آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ خمینیت بھی معصوم بچوں کے بچپن کا کوئی لحاظ نہیں کرتی ہے جو بچپن ہر انسان کے نزدیک قابلِ رحم اور جنس انسانی کی بقاء کی دلیل ہے۔آپ کو یہ بھی معلوم ہوگا کہ خمینیت بر سرِ طاقت ہوتے ہوئے امن و سلامتی کی ہر آواز کے مقابلہ میں کان بند کر دیتی ہے اور اللہ کے اس فرمان کی کھلی مخالفت کرتی ہے : ''وإن جنحوا للسلم فاجنح لها وتوكل على الله'' (الانفال : ٦١) ترجمہ :''اگر وہ صلح کی طرف مائل ہو جائیں تو تم بھی اس کے لئے آمادہ ہو جاؤ اور اللہ پر بھروسہ کرو''۔

جب آپ اس طرح کے حقائق سے واقف ہوں تو آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ دنیا اسلام کے عملی نفاذ کو کس طرح حقارت کی نگاہ سے دیکھتی ہے وہ دنیا جو جنگوں کی کڑواہٹ کا مزہ چکھ چکی ہے اور اب امن و سلامتی کی خواہاں ہے۔

۵ - تقیہ اور بندوق

بعض اہل تشیع تقیہ کو اس کی اس حد سے کہیں زیادہ استعمال کرتے ہیں جتنی کہ شریعت اس کی اجازت دیتی ہے ، ہمارا خیال تھا کہ ایران میں خمینی انقلاب کے بعد شیعہ تقیہ کو چھوڑ دیں گے لیکن صورتحال نے یہ بتایا کہ انہوں نے تقیہ کے ساتھ ساتھ طاقت اور بندوق کو استعمال کرنا شروع کر دیا، چاہے شام کی حکومت ہو یا امل تحریک یا ایران، سب کے سب اسرائیل کے ساتھ خفیہ طور پر تعاون کرتے ہیں، اور اس کو اس کی مطلوبہ چیزیں فراہم کرتے ہیں اور اظہار و اعلان کسی اور چیز کا کرتے ہیں، وہ ہر جگہ مذہبی جنگ لڑ رہے ہیں اگرچہ اعلان و اظہار دوسرے مقاصد کا کرتے ہیں ، مسلم نوجوانوں کو مخاطب کرنے کے لئے وہ ایسا لباس زیب تن کرتے ہیں اور ایسے طریقے اختیار کرتے ہیں جن کے پسِ پردہ دھوکہ دینا مقصود ہوتا ہے، اپنی اصل حقیقت کو ان کے پردے ہیں چھپا دیتے ہیں، ایران میں لوگوں کے سامنے ایک چیز پیش کرتے ہیں اور مسلم نوجوانوں کے سامنے اور ہی کچھ پیش کرتے ہیں۔

کل تک وہ اپنی حفاظت کے لئے صرف تقیہ کا استعمال کرتے تھے، اب کنٹرول حاصل کرنے کے لئے بندوق کا استعمال کر رہے ہیں، ہر موقع پر اسی کے اعتبار سے ویسا ہی لباس پہن لیتے ہیں ،اپوزیشن کے ساتھ اس وقت تعاون کا ہاتھ بڑھاتے ہیں جب سمجھتے ہیں کہ اس سے ان کے اہداف و مقاصد پورے ہوں گے، اس لئے بائیں بازو کی جماعتوں

میں شامل ہو جاتے ہیں اور ایسے نعرے لگاتے ہیں جو ان کے اصول و قواعد کے برعکس ہوتے ہیں حالانکہ وہ اپنے حقیقی اہداف کو چھپائے ہوئے ہوتے ہیں۔

شام، ترکی، پاکستان، افغانستان اور دوسرے ممالک میں جہاں بھی وہ موجود ہیں آپ دیکھیں گے کہ وہ ظاہری طور پر سیاسی جماعتوں کا لبادہ اوڑھے ہوئے ہیں اور اندرونی طور پر اپنے مقاصد تک پہنچنے کے لئے اپنے پوشیدہ ایجنڈے کی تکمیل کر رہے ہوتے ہیں، بعض ممالک میں تقیہ اور بندوق دونوں کا استعمال کر رہے ہیں، جبکہ بعض ممالک میں ابھی صرف تقیہ پر ہی عمل پیرا ہیں، البتہ اس کے ساتھ ساتھ بندوق کو بھی حاصل کرنا چاہتے ہیں، مسلم نوجوان کے لئے اب وقت آگیا ہے کہ ان لوگوں کے دھوکہ کو سمجھیں اور ان کی اصل حقیقت سے آگاہ ہو جائیں کیونکہ صحیح عقیدہ ایک ہی ہے اور وہ اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے، جو ہر خیر کا سرچشمہ ہے، جہاں تک ان لوگوں کا تعلق ہے تو ان کا عقیدہ گمراہی پر مبنی ہے، اور حنظل سے کبھی شہد نہیں نکل سکتا ہے! لہٰذا خمینیت کے بارے میں جو حسنِ ظن میں مبتلا ہے تو وہ خطرناک غلطی پر ہے اور اپنی دنیا اور آخرت کو داؤ پر لگا رہا ہے اور اس مؤمن کے طرز عمل سے دور ہے جس کو ایک ہی سوراخ سے دو بار نہیں ڈھنسا جا سکتا ہے۔

یہ خمینیت کے بعض منحرفانہ نظریات ہیں، اس سے پہلے باب میں ہم بعض منحرفانہ عقائد کا تذکرہ کر چکے ہیں، اور خمینیت کی بنیاد شیعیت کے انہی منحرفانہ عقائد اور ان کے باطل نظریات پر ہے جن کو انہوں نے مزید بڑھا چڑھا کر پیش کیا ہے جس کو اہل سنت والجماعت کے نوجوانوں کے اندر پائے جانے والے اسلامی خلافت کے شوق اور جذبے سے بھی کافی مدد ملی ہے جنہوں نے سراب کو پانی سمجھ لیا اور وہ خمینیت کو اسلامی خلافت سمجھ بیٹھے، وہ دھوکہ اور فریب کا شکار ہو گئے، اس بات کا خیال رکھنا ضروری ہے کہ اسلامی خلافت کے شوق و جذبے سے سرشاری ہم کو کفر یا گمراہی میں نہ دھکیل دے اور نہ ہی ہم اس کے لئے حیلے بہانے تلاش کریں کیونکہ خمینی کا تشکیل دیا ہوا معاشرہ ’حق کا نمائندہ معاشرہ‘ نہیں ہے، جب کہ ’حق کا نمائندہ معاشرہ‘ جدید اسلامی تحریک کا شعار ہے، اور نہ ہی خمینی کا معاشرہ ’آزاد معاشرہ‘ ہے، ’آزاد معاشرہ‘ بھی جدید اسلامی تحریک کا شعار ہے، اور نہ ہی وہ ’طاقتور معاشرہ‘ ہے کیونکہ ہمارے نزدیک سب سے پہلی طاقت و قوت صحیح عقیدہ کی طاقت ہے۔

لہٰذا اے اس امت کے نوجوانو! حق و قوت اور حریت و آزادی والی حقیقی حکومت کے لئے کمربستہ ہو جاؤ، خمینیت کے فریب میں مت آو، کیونکہ وہ عبودیت و انحطاط پر مبنی باطلانہ حکومت ہے جس سے امت کو پھر پیچھے دھکیلنا مقصود ہے، **خمینیت کی فضیحت ورسوائی کے لئے اسرائیل کے ساتھ کئے جانے والے انکے اسلحہ سے متعلق معاہدے اور اسرائیل کے ساتھ ان کا مکمل تعاون دلیل کے طور پر کافی ہے، یہ اس بات کی علامت ہے**

کہ شیعی ایران سے تباہی و بربادی اور اللہ کے دشمنوں سے دوستی کے سوا کسی چیز کی توقع نہیں کی جاسکتی ہے[1]۔

کوئی وجہ تو ہے ہی جس کی بنیاد پر رسول ﷺ نے صحیح احادیث میں اس بات کا تذکرہ فرمایا ہے کہ دجال خراسان سے نکلے گا اور دجال کے ساتھ اصفہان کے ستر ہزار یہود ہوں گے جن کے سروں پر پگڑیاں ہوں گی، یہی وجہ ہے کہ اسلامی تاریخ کے تمام مؤرخین اس بات پر متفق رہے ہیں کہ خراسان خطرناک دشمن 'باطنیت' کا گڑھ ہے۔

[1] ایران اسرائیل اسلحہ معاہدہ 'کونٹرا معاہدہ' کے نام سے معروف ہے جس کے تحت اسرائیل نے خمینی حکومت کو عربی و مسلم عراق کے خلاف گذشتہ صدی کی اسی کی دھائی میں اسلحہ فراہم کیا۔

خاتمہ

حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے ایک صحیح اثر میں صحابہ کرامؓ کے حال کو بیان کرتے ہوئے ذکر کیا ہے کہ: 'ہم ایک ایسے زمانہ میں بھی رہے کہ ہم کو قرآن (کے تفصیلی احکام) سے پہلے ایمان کی تعلیم دی جاتی تھی'۔ اور اللہ تعالیٰ نے بھی سورۃ فاتحہ میں پہلے عقائد کا تذکرہ کیا ہے، پھر دوسرے نمبر پر عبادت اور تیسرے نمبر پر زندگی گزارنے کے طریقوں کا تذکرہ کیا ہے، جس سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ زندگی گزارنے کا صحیح طریقہ صحیح عقیدہ اور عبادت کا اثر و نتیجہ ہوا کرتا ہے، اسی لئے ہم سب پہلے عقیدہ پر، پھر عبادت پر اور پھر طریقہ زندگی پر توجہ مرکوز کرتے ہیں، صحیح حدیث میں اس بات کی صراحت موجود ہے کہ: 'میری امت تہتر فرقوں میں تقسیم ہوگی، ایک کے سوا سب جہنم میں جائیں گے'۔ لہٰذا ہم اس نجات پانے والے گروہ کے عقائد کو تلاش کرکے انہی کو مضبوطی سے پکڑنے کی کوشش کرتے ہیں، اسکے اعمال و افعال، اقدار اور طریقہ حیات کو تھامتے ہیں اور اسی کے مطابق زندگی گزارتے ہیں، جبکہ **خمینیت اور اس کے عقائد ہمارے عقائد کے برخلاف ہیں، ان کی عبادات اور ہماری عبادات مختلف ہیں، اور ان کا طریقہ حیات ہمارے طریقہ**

حیات سے مختلف ہے، اس لئے کہ ان کا بنیادی اصول ہی یہ ہے کہ وہ ہماری مخالفت کریں۔ لہٰذا نجات کے مستحق گروہ میں ان لوگوں کو کیا ہوگیا ہے جو جنت سے جہنم کی جانب بھاگ رہے ہیں اور مؤمنین کی راہ کے علاوہ دوسری راہ اختیار کر رہے ہیں؟ جن لوگوں کی سوجھ بوجھ اور شعور کی بیداری کے بارے میں ہمیں یقین تھا ان کی سوجھ بوجھ بھی خطا کر رہی ہے اور وہ خمینیت کے خطرہ کا ادارک نہیں کر پا رہے ہیں، جن لوگوں کے پاس علم تھا وہ بھی امت کے حق میں کوتاہی کر رہے ہیں، اس لئے ہم اہلِ علم واصحابِ فکر کو دعوت دیتے ہیں کہ خمینیت کے اس خطرہ کے لئے اپنی نگاہیں کھولیں، اہل علم کو دعوت دیتے ہیں کہ اپنی زبان و قلم کو خمینیت کی حقیقت بیان کرنے کے لئے استعمال کریں۔

اس طاعون کے لئے اب وقت آچکا ہے کہ سرزمین اسلام سے اس کا خاتمہ ہو، اور وقت آگیا ہے کہ حملہ آور اب مغلوب و مقہور ہو، امتِ مسلمہ کی ذمہ داری ہے کہ از سرِ نو ایران کو صحیح عقائد کے لئے فتح کرے، اسی طرح اس کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ اس امت کے خلاف اس کے خطرناک ایجنڈے کا پردہ چاک کرے، بچے ہوئے اصحابِ قلم اور خطباء کو اچھی طرح جان لینا چاہئے جو اپنی تحریروں اور تقریروں کے ذریعہ امت کو گمراہ کر رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ عنقریب ان کے گمراہ کن اعمال کا حساب لے گا، خمینیت کی نصرت و تائید کرنے میں انکے پاس کوئی دلیل نہیں ہے، اس لئے کہ خمینیت کی نصرت اللہ، اس کے رسول اور مؤمنین کے ساتھ خیانت ہے، کیا وہ اس سے واقف نہیں ہیں کہ خمینیت اور اس کے حلیفوں نے برسرِ اقتدار آنے کے بعد مسلمانوں کے ساتھ کیا کیا؟! کیا وہ خمینیت اور اس کے حلیفوں کے اعدائے اسلام کے ساتھ معاہدوں سے واقف نہیں ہیں؟! اب وقت آچکا ہے کہ سننے اور دیکھنے کی صلاحیت رکھنے والے اصل حقائق کے سامنے کان اور آنکھیں کھولیں، جو اب بھی سننے اور دیکھنے کے لئے تیار نہیں ہے تو پھر اب وہ کس چیز کا منتظر ہے؟ تاتاریوں، صلیبیوں اور مغربی سامراج کے مددگار پھر سے ظاہر ہو رہے ہیں، اور اسلام اور مسلمانوں کے خلاف ہر قسم کے دشمنوں کی مدد کر رہے ہیں، اور ان کے ذریعہ ان چیزوں کو نافذ کیا جارہا ہے جس سے تمام اعدائے اسلام عاجز رہ گئے تھے، لہٰذا تمام لوگ اچھی طرح حقائق سے واقف ہو جائیں قبل اس کے کہ ندامت کا وقت آجائے اور پھر ندامت و افسوس کا وقت نہیں ہوگا، ابھی عذر کی گنجائش ہے لیکن ایک دین ایسا آنے والا ہے جب کسی کا عذر قابلِ قبول نہیں ہوگا، حقیقت سے چشم پوشی کرنے والوں اور خاموش تماشائی بننے والوں کا عذر قبول نہیں ہوگا، حق سے انحراف کرنے والوں کا عذر قابل قبول نہیں ہوگا، جو خود گمراہ ہوئے اور دوسروں کو گمراہ کیا ان کا عذر قابل قبول نہیں ہوگا، کیونکہ رسول ﷺ کا فرمان ہے حدیث قدسی بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ: 'جس نے میرے کسی ولی سے دشمنی کی تو اس کے خلاف میں اعلان جنگ کرتا ہوں'۔ یہ خمینی اور اس کے حواری صحابہ کرامؓ اور ان کے بعد کے اولیاء کے دشمن ہیں، لہٰذا کوئی بھی مسلمان کیسے ان سے دوستی رکھ سکتا ہے؟ اور کسی بھی مسلمان کے لئے ان کا فریب اور دھوکہ کیسے پوشیدہ رہ سکتا ہے؟ وہ ان کا معاون و حلیف کیسے ہو سکتا ہے جبکہ اللہ

تعالیٰ کا فرمان ہے: ''ولا ترکنوا إلی الذین ظلموا فتمسکم النار'' (ھود: ۱۱۳) ترجمہ: ''ظالموں کی طرف ذرا نہ جھکنا ورنہ جہنم کی لپیٹ میں آجاؤ گے''۔

خمینی کے یہ سب پیرو کار ظالم ہیں، ان کا ایک ظلم یہ ہے کہ وہ حضرت ابوبکرؓ وحضرت عمرؓ پر ظلم کرتے ہیں، لہٰذا ایک مسلمان ان سے کیسے دوستی کر سکتا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ''کذلک نولي بعض الظالمین بعضاً بما کانوا یکسبون'' (انعام: ۱۲۹) ترجمہ: ''اس طرح ہم ظالموں کو ایک دوسرے کا ساتھی بنائیں گے اس کمائی کی وجہ سے جو وہ (ایک دوسرے کے ساتھ مل کر) کرتے تھے''۔

ان سے تو صرف ظالم ہی دوستی رکھ سکتا ہے، اور کون اس بات کو پسند کر سکتا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت ابو عبیدہؓ، حضرت طلحہؓ، اور حضرت زبیرؓ پر ظلم کرے؟ اور کون اس بات پر راضی ہوگا کہ صحابہ کرامؓ اور اس امت کے ائمہ مجتہدین کے مدِ مقابل صف میں ہو؟

کون اس بات کو پسند کرے گا کہ ان لوگوں کا آلہ کار بن کر رہے جو مسلمانوں کی جان و مال کی پامالی کو حلال قرار دیتے ہوں؟

کیا دنیا اس سے واقف نہیں ہے کہ ایران میں کوئی سنی وزیر نہیں پایا جاتا ہے — حالانکہ اہلِ ایران کی تہائی آبادی اہل سنت ہے—

کیا دنیا اس کو نہیں دیکھ رہی ہے کہ لبنان میں اہل السنہ کے ساتھ کیا سلوک کیا جارہا ہے اور اس میں لبنانی اور فلسطینی سب برابر ہیں؟

کیا دنیا اس کو نہیں دیکھ رہی ہے کہ ایران کے حلیف اسلام اور مسلمانوں کے ساتھ کیا کر رہے ہیں؟ کیا یہ حقائق آنکھیں کھولنے کے لئے کافی نہیں ہیں؟ کیا اس کے بعد بھی کسی فریب خوردہ کے لئے کوئی عذر باقی رہتا ہے؟ فریب خوردہ لوگوں کے سامنے یہ حقیقت واشگاف ہو چکی ہے کہ وہ بھی اس دین کے دشمن ہیں، اور وہ اپنی قوم و وطن کے بھی دشمن ہیں، اور وہ امت کے مستقبل کے خلاف سازشوں میں برابر کے شریک ہیں، لہٰذا کیا وہ توبہ کرنے اور راہِ راست پر آنے کے لئے تیار ہیں؟!

اے اللہ! میں خمینی اور خمینیت سے براءت کا اعلان کرتا ہوں اور ہر اس شخص سے بَری ہوں جو اُن سے دوستی کرتا ہے، ان کی نصرت وحمایت کرتا ہے، ان کا حلیف بنتا ہے اور ان کے ساتھ معاہدے کرتا ہے۔ آمین۔ وصلی اللہ علی سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ وسلم۔

*****